

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله والمنتهى للجليل
الْعَبْدُ الْكَافِرُ

حسام

من تصنیف عارف بالله واصل الی الله حضرت مولانا

منشی میرداد علی شاہ رضا قلندر علوی نومی حشیشی می حرمۃ علیہ

خلیفہ حضرت میر غلام حسین اعظمی عرف میرزا سید ابریک صابق سید الفیض

استقام می کش تھا نومی

میرداد علی شاہ رضا قلندر علوی نومی حشیشی می حرمۃ علیہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لرب العالمین است
ذات اوسکی شروعات سے عائی
اللہ احد ہے اور حمد ہے
کثرت میں ہے وحدت اوسکی ضرر
اول ہے وہ ایسا خود ہے آخر
ایک جنس میں اوسکے لگے ضد
وہ آگ میں پانی کو بہا دے
وہ چاہے تو ہوا سبھی اکھٹی
وہ چاہے تو بجاری بجاری تھر
اوحی و علیم و اوقذیر است
ہم اوست سبج و اوکلم است
نامتناہی ہیں اوسکی آیات
ارواح جنود ہیں اوسیکے

نہ اوسکی میں آگ و گدھے

کان مالک ملک یوم دین است
ہے وحدت مطلق عتباری
لحدیث و لد و لد ابد ہے
وحدت سے ہے کثرت اوسکی مظہر
باطن ایسا کہ خود ہے ظاہر
ذات اوسکی ہے جامع النقصین
دہ پانی میں آگ کو جلا دے
مٹی میں ہوا ہوا میں مٹی
باؤل کی طرح آوڑیں ہوا پر
اوست مرید و بصیر است
عالم ہمہ حادث اوقدم است
یہ دفتر کن ہے اوسکی اکبات
امثال شہود ہیں اوسیکے

اجسام میں ہے تصرف اوسکا
جون بحر محیط قطرہ قطرہ
اور ہے وہی باطن اور ظاہر
جبر من و تو کا غل مجاہد ہے

اجرام میں ہے تصرف اوسکا
ذات اوسکی محیط ذرہ ذرہ
جب ہے وہی اول اور آخر
پیر اوسکے سوا تبا و کیا ہے

اور نعمت نبی الامام صلی اللہ علیہ وسلم -

آخر میں ہوا المہور اول
محمود احد ہے وہ محمد
شان اوسکی شہود ذات حق ہے
ہے جکا لوائے حمد آثار
احکام ہیں جنبش لسانی
اخلاق ہیں آیت معانی
ایک چھپر ہے مار میت اوسکی
تکین دل اک مطایب ہے
لولاک لما خلقت الافلاک
پڑھتا ہے درود ذرہ ذرہ
بروے و برآل پاک و یاران
حنین و بتول و شاہ حیدر
اعنی در شہر علم مطلق
منہ وانا العلیٰ مینے
بو بکر و عمر علی و عثمان

ہے اوسکا رسول نور اول
وہ احمد و حامد و محمد
ذات اوسکی وجود ذات حق ہے
ہے عالم ملک کا وہ سالار
اعجاز ہیں حرکت جنائی
اوصاف ہیں اوسکے منانی
اک فعل ہے اوسکا فوق ایدی
شق القمر اوسکا معجزہ ہے
فرماتا ہے اوسکو ایزد پاک
اوس شاہ پہ الف الف مرہ
صلوٰۃ و سلام صد ہزاران
ہیں آل یہ طاہر و مطہر
حیدر وہ علی ولی برحق
در شان دے کجک است کجی
میں جا اصحاب اوسکے ذیشان

القریب کیا یہ سراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کیا فہم بشر کا حوصلہ ہے

سراج کا جو معاملہ ہے

جز کشف نہ کوئی اوسکو سمجھے
 گر عالم فقط سے ہو یہ تفہیم
 مان سمجھے وہ جسکو کشف معراج
 یحان کیا نہ تھا جا کے دان جو پایا
 یان دان میں تو بعد ہے مکانی
 آنے جاتے میں تھی وہ آرم
 یہ بات نہ عقل میں سما کی
 بر کشف میں جبکہ اسکو بولا
 تفصیل کیا بہت اونہوں نے
 کرتا ہوں میں مجھلات بیان کچھ
 عالم میں جو کچھ عیان ہوا تھا
 پھر وہ جو سخاں تھا بوالبشر سے
 آدم نے احد سے نور پایا
 اوس نور سے روح روح سے دل
 اوس نور سے تن کی پرورش تھی
 نہ چرخ نہان تھے آب و گل میں
 پھر پاک ہوا وہ آب و گل سے
 نے عرش نہ جسم نے دل و جان
 تن و لہین تو دل تھا محو جان میں
 کیا جانے وہ کیا ماحرہ تھا
 آئینہ بدست بخویش تن داشت
 قرآن میں پڑھو دے نہ عہدے

وہ جب ہے کہ شیخ معرفت سے
 ہے حیرت عقیدت اوسکی تسلیم
 کیسا ہے نزول کیا ہے معراج
 وہ ان کیا تھا جو یان نہ ہاتھ آیا
 وان قطع تھی دوری زمانی
 آئے گئے اور تھا بستر اگر م
 اور ظن و قیاس میں کب آئی
 یہ بھید محققوں سے کھولا
 لکھا ہے کتب میں اکثر و نئے
 اوس راز نہان سے ہو عیان کچھ
 آدم میں وہ سب تہان ہوا تھا
 ظاہر ہوا افضل البشر سے
 احمد نے یہاں ظہور پایا
 دل سے تن و تن سے مایہ گل
 معراج اوسکی اک شش تھی
 وہ عرش پہ عرش و سگے لہین
 تھا عرش بھی محو اسکے دل سے
 آن این بودست و گشت این آن
 جان نور میں نور لا مکان میں
 یہ دان تھا کہ یا وہ یان یہ کیا تھا
 در آئینہ نیست خود وطن داشت
 ما اوشی عبدہ فاوح

اب ماسے وہانہ کوئی ماسے اسرار خدا خدایہی جاسے

مناجات ہمار گاہ قاضی الحاجات طلبہ و شائقین سنیہ پرستہ

علوی تو پھنسا ہے آب و گل میں اگر فکر کچھ اضطراب دل میں

کیا شے ہے یہ دل کی اضطرابی اور کہتے ہیں کہ کو بیاری

غم کیا ہے کہ جس سے دل کو ہے ربط کیا در دہے جسکا دل کو ہے مضبوط

میا ہے آتش شہید مصطفیٰ ہے بے یکشوف سو و سبکا غلبہ

مضطر کو دعا کے واسطے سے ادعو فی السجود کمر ہے

اب تیرا بھی دل جو مضطرب ہی کر تو بھی دعا جو کچھ طلب ہے

نرجاہے کامل اضطرابی تو کریہ و عسا باہ و زاری

و

یار ب مراد دل ہے یا کہ پھر آہن ہے کہیر ہے یا کہ پھر

اس سختی سے نقلیری کم ہے مصداق دست قلوبہم ہے

خدا اللہ علی قلوب است یا مرض فی قلوب کامست

دل مراد ہوا ہے کا کج حلقہ بل کا شجر و اسند قسوة

اس تنگدلی نے مجھ کو مارا دل ہے مرا یا کہ سنگ خارا

سینے سے یہ دل مراد اکھڑا اک دو سرا دل مجھے عطا کر

دل دے کہ جو آفت و بلا ہو آتشیں سر شک دین بلا ہو

جس دل میں کہ آرزو ہو وہی جس میں قطرہ لہو نہ ہوئے

جس دل میں نہ ہو اکا موعے کچھ کام جبین نہ ہو ناخدا

بانی کا نہ قطرہ اک زبا جو سب چشم کی راہ بہک ہو

کلفت کا سرور ہو گیا ہو کلفت کا سرور ہو گیا ہو

دو رخ کے شرار سے بل ڈال و رخ کے شرار سے بل ڈال

اس دل کو کمال اک بھڑکے اس دل کو کمال اک بھڑکے

بھڑکے جلاے جلاے جلاے جلاے جلاے جلاے جلاے جلاے

یار ب مراد دل ہے یا کہ پھر آہن ہے کہیر ہے یا کہ پھر

اس سختی سے نقلیری کم ہے مصداق دست قلوبہم ہے

خدا اللہ علی قلوب است یا مرض فی قلوب کامست

دل مراد ہوا ہے کا کج حلقہ بل کا شجر و اسند قسوة

اس تنگدلی نے مجھ کو مارا دل ہے مرا یا کہ سنگ خارا

سینے سے یہ دل مراد اکھڑا اک دو سرا دل مجھے عطا کر

دل دے کہ جو آفت و بلا ہو آتشیں سر شک دین بلا ہو

جس دل میں کہ آرزو ہو وہی جس میں قطرہ لہو نہ ہوئے

جس دل میں نہ ہو اکا موعے کچھ کام جبین نہ ہو ناخدا

بانی کا نہ قطرہ اک زبا جو سب چشم کی راہ بہک ہو

کلفت کا سرور ہو گیا ہو کلفت کا سرور ہو گیا ہو

دو رخ کے شرار سے بل ڈال و رخ کے شرار سے بل ڈال

اس دل کو کمال اک بھڑکے اس دل کو کمال اک بھڑکے

بھڑکے جلاے جلاے جلاے جلاے جلاے جلاے جلاے جلاے

۱۔ زائد متکثر
۲۔ اقلوب اور
۳۔ اقلوب اور
۴۔ اقلوب اور
۵۔ اقلوب اور
۶۔ اقلوب اور
۷۔ اقلوب اور
۸۔ اقلوب اور
۹۔ اقلوب اور
۱۰۔ اقلوب اور
۱۱۔ اقلوب اور
۱۲۔ اقلوب اور
۱۳۔ اقلوب اور
۱۴۔ اقلوب اور
۱۵۔ اقلوب اور
۱۶۔ اقلوب اور
۱۷۔ اقلوب اور
۱۸۔ اقلوب اور
۱۹۔ اقلوب اور
۲۰۔ اقلوب اور
۲۱۔ اقلوب اور
۲۲۔ اقلوب اور
۲۳۔ اقلوب اور
۲۴۔ اقلوب اور
۲۵۔ اقلوب اور
۲۶۔ اقلوب اور
۲۷۔ اقلوب اور
۲۸۔ اقلوب اور
۲۹۔ اقلوب اور
۳۰۔ اقلوب اور
۳۱۔ اقلوب اور
۳۲۔ اقلوب اور
۳۳۔ اقلوب اور
۳۴۔ اقلوب اور
۳۵۔ اقلوب اور
۳۶۔ اقلوب اور
۳۷۔ اقلوب اور
۳۸۔ اقلوب اور
۳۹۔ اقلوب اور
۴۰۔ اقلوب اور
۴۱۔ اقلوب اور
۴۲۔ اقلوب اور
۴۳۔ اقلوب اور
۴۴۔ اقلوب اور
۴۵۔ اقلوب اور
۴۶۔ اقلوب اور
۴۷۔ اقلوب اور
۴۸۔ اقلوب اور
۴۹۔ اقلوب اور
۵۰۔ اقلوب اور
۵۱۔ اقلوب اور
۵۲۔ اقلوب اور
۵۳۔ اقلوب اور
۵۴۔ اقلوب اور
۵۵۔ اقلوب اور
۵۶۔ اقلوب اور
۵۷۔ اقلوب اور
۵۸۔ اقلوب اور
۵۹۔ اقلوب اور
۶۰۔ اقلوب اور
۶۱۔ اقلوب اور
۶۲۔ اقلوب اور
۶۳۔ اقلوب اور
۶۴۔ اقلوب اور
۶۵۔ اقلوب اور
۶۶۔ اقلوب اور
۶۷۔ اقلوب اور
۶۸۔ اقلوب اور
۶۹۔ اقلوب اور
۷۰۔ اقلوب اور
۷۱۔ اقلوب اور
۷۲۔ اقلوب اور
۷۳۔ اقلوب اور
۷۴۔ اقلوب اور
۷۵۔ اقلوب اور
۷۶۔ اقلوب اور
۷۷۔ اقلوب اور
۷۸۔ اقلوب اور
۷۹۔ اقلوب اور
۸۰۔ اقلوب اور
۸۱۔ اقلوب اور
۸۲۔ اقلوب اور
۸۳۔ اقلوب اور
۸۴۔ اقلوب اور
۸۵۔ اقلوب اور
۸۶۔ اقلوب اور
۸۷۔ اقلوب اور
۸۸۔ اقلوب اور
۸۹۔ اقلوب اور
۹۰۔ اقلوب اور
۹۱۔ اقلوب اور
۹۲۔ اقلوب اور
۹۳۔ اقلوب اور
۹۴۔ اقلوب اور
۹۵۔ اقلوب اور
۹۶۔ اقلوب اور
۹۷۔ اقلوب اور
۹۸۔ اقلوب اور
۹۹۔ اقلوب اور
۱۰۰۔ اقلوب اور

وہ دل کہ ہو پاک آب و گل سے
 وہ دل کہ ہو قنبر و قنبر سے
 وہ دل کہ غرض سے بے غرض ہو
 وہ دل کہ جو آبلہ سار حجاب سے
 وہ دل کہ خدا کا ہو گداز گاہ سے
 وہ دل کہ پر اضطراب سے
 وہ دل کہ مسکین لا مکان ہو
 وہ دل کہ جو عشق کا ہو تار
 وہ دل مجھے دے کہ بے مثل ہو
 و ترخ بسموم قہر مانے
 حاتم دل کوہ ارحمندی
 خواب سر عمر لا خفتہ
 محتاج کے دل کا حوصلہ ہو
 شجون زن لشکر شکایات
 سوداے دماغ و دشت گردان
 محصور ستارے شکساری
 قفل دہن چل رہا سیدہ
 مشتاقی قلب و وعدہ گیران
 مخموری چشم نیم خوابان
 ضبط جگر بلا کشیدہ
 ہر شے ہمیت دل مو
 مایوسی فاقہ یتیمان
 تنجہ بنوک خار حشرت
 مغرور مستلغ نامرادی
 امید دل جفا کشیدہ

سید یوسفی از غزل
 و لایسائی و لیسائی
 بین الاز صبیحین
 سید یوسفی از غزل
 انسان کامل مکرر
 کہ سوا اسے کیست برین
 اسکا دیکھا کیست ہر
 ان کی کامل است و ہر
 سیم پاره ان کی کامل
 و اندر علم

جہانگیر

وہ دل کہ بری ہو نام و دل سے
 وہ دل کہ ہو سحر و سحر سے
 وہ دل کہ نہ جیل میں نہ جیل سے
 وہ دل کہ جو پانی ہو سکے بھجائے
 وہ دل کہ نہ جبین ہو حسنہ اللہ
 مان یہ بھی نہیں کیا ہوئے
 اور مصحف پاک کا سہارا
 طوبی کی شمع کا جو چھل ہو
 جنت بر نسیم محسوس ہائے
 تاج سر خیم یعنی عروج
 بیداری ویدہ نہفتہ
 مظلوم کے دل کا و لو کہ ہو
 برسم کن محفل حکایات
 بیتابی پاکے رہ نور دان
 آزاد رہ خود اختیاری
 مہربان خلوت آر میدہ
 بیباکی حنا طرا سیران
 مستی سر عدم شتاتان
 جذب دل عافیت تریدا
 محتاط خیال کا طر کور
 فرج رخ سفرہ ندیان
 جوالہ شعلہ زار حشرت
 نازندہ لہجہ حسنا نہ زادی
 نومیدی جان طلب رسیدہ

نوحه گر بزم ماتم خویش
نقد مشت فزخ ^{اگر} دستمان
مجبوری پاشکسته در بار ^{مطلین}
گویای طفیل نور سیده
وامان نگاه خسار ^{مطهر عیان ثابته} ان
صورتیکه ^{عکس} دستان سپیدی
ناموس خسرو ^{مطلین} دوا داده
مست ^{مطلین} طرز یکسی بود
همچشم حیات ^{مطلین} اهل حقیقت
رنگ رخ خون آرزو ^{مطلین} ما
خط سیاه سالک عشق
کیف دل حامل امانت
ثابت قدم ره یقین
مفتاح صلوات ^{مطلین} با حضور می
تفریح ^{مطلین} شلوب روزه داران
آفتاب ^{مطلین} صلاح نیک ^{مطلین} خستمان
تدبیر ^{مطلین} امور ^{مطلین} بے حواسان
نتائ ^{مطلین} بطون عقل ^{مطلین} شکل ^{مطلین} غم
هولفظ لب حقیقت کل
صحرای ظنم ^{مطلین} کا بگونا
سپل عسری رخ خجالت
تحصیل شکوه تاج ^{مطلین} بر سر
مفتون ادا ^{مطلین} بے نیازی
مشتاقی قلب ^{مطلین} سوزان
موج ^{مطلین} سحر ^{مطلین} فتنه ^{مطلین} زادی
^{مطلین}

یہ سخن کان فی ذہن می نمود فی الآخرۃ الخیر

پر وازہ مشعل غم خویش
عقل سر حال ^{مطلین} پرستان
مختاری عادت ^{مطلین} عشاق
خاموشی ^{مطلین} حیرت ^{مطلین} حسی
گلبنامک ^{مطلین} بگوشت ^{مطلین} سوگواران
حیلوه ^{مطلین} گشت ^{مطلین} ابدان ^{مطلین} غیبی
چارول ^{مطلین} کشف ^{مطلین} نموده
خمیازه ^{مطلین} کل ^{مطلین} بے کسوت
ہمدرد ^{مطلین} دشمنان ^{مطلین} جلوت
آواز شکست ^{مطلین} آبرو
سرمایہ حال ^{مطلین} بالک عشق
سنگینی ^{مطلین} کوه ^{مطلین} استقامت
اور ^{مطلین} سرمه ^{مطلین} چشم ^{مطلین} دور بین
کحل البصری ^{مطلین} علاج ^{مطلین} اور
مشغولی حال ^{مطلین} حج ^{مطلین} گذاران
انجام ^{مطلین} و حال ^{مطلین} حق ^{مطلین} پرستان
تقدیر ^{مطلین} مقبول ^{مطلین} حق ^{مطلین} شناسان
تصویر ^{مطلین} ظهور ^{مطلین} شکل ^{مطلین} کل ^{مطلین} ہمو
معنی ^{مطلین} دل ^{مطلین} طبیعت ^{مطلین} کل
شکل ^{مطلین} موم ^{مطلین} موم ^{مطلین} کا ^{مطلین} ہیولا
اشک ^{مطلین} رخسار ^{مطلین} ندامت
تکین ^{مطلین} شلوب ^{مطلین} یار ^{مطلین} دربر
مجنون ^{مطلین} طریق ^{مطلین} جا ^{مطلین} نگدازی
کشف ^{مطلین} دل ^{مطلین} پاک ^{مطلین} دیدہ ^{مطلین} دولان
مظلوم ^{مطلین} در ^{مطلین} ستم ^{مطلین} نہادی
^{مطلین}

لحن الصوم
عند الافطار وعند
نقد الرحمن
کلمات الفکر الصوم
لہ ذرا اجزی بہ
نقصیل عالم
عقل کل نفس کل
طبیعت کل تجرید
شکل کل جسم کل

ہو نقطہ خال چشم گرد آب
 مست دم قلقل صفت ترا حی
 سیرابی سبزه بہاری
 بیداری صرصر خنرائی
 سرگشته وادی محبت
 غوغا کے کبوتران یا ہو
 رنگ رخ عشق نرم قلب فریاد
 گوئے بازی طفل آغوش
 قلبیکہ بدین ^{صاحب آف مطلق} محبت
 محمود زاکر و کبیرا
 رازیکہ بروئے گل شگفتہ
 مقبول گواہ خون عشاق
 ملبوس خودی سے جو ہونیکا
 تقویم مال شرف اختر
 شیدائے نقش بام عنقا
 گلستہ زیب تارم لوز
 منشائے کنایہ ہمہ دوست
 یاس ادب دل فرشته
 ماہی محیط حب ذاتی
 مصداق صفات گوئے گوئے
 فالوئس چراغ بام اسرے
 مقبول زہ قنار مطلق
 بارگاہ یگانہ برد و نش
 لوح سیرم قد غریبان
 نیان سیر حکایت و نقل

طول خط غور چاہن حقیقت سبب
 سرشاریہ صبا لہ صبحی
 آزادی سر و جو بیاری
 بے محسری باد محسرو گانی
 وحشی ہوا کے کوئے الفت
 مضمون برات شاخ آہو
 مفہوم مال ضرب حداد
 شغل خنوں خود فراموش
 روحی ^{خوفنا فی اللہ} حقیقی واسطہ
 از پاشن انقاس تانضیر
 سیریکہ بغیرہ و نہفتہ
 دلدادہ دلبران آفاق
 شمع رخ محسرو کا تنکا
 ہنگامہ منور و رخ حقیر
 مشاق صنفیر دام عنقا
 اور وجہ سرائے ابن منصر
 مقصود عقیدہ ہمدوست
 باسیرت حور عین سرگشته
 در صد فیم صفائی
 اسما کے آہی کا نمونہ
 قندیل منازل تدلے
 خویافتہ عنقا مطلق
 از طعنہ غیر حلقہ و رگوش
 بے برگ لاشہ شہیدان
 اور دو چرخ کشتہ عقل

لکھنؤ دارالعلوم
 لاہور دارالعلوم
 لاہور دارالعلوم

ہو وہ نگاہ اہل نبینش
 کشتی طاسم پیرا کشتی
 دیو انگہ معرض خدا فی
 گلزار خلیل کا شکوہ
 درج گہر بہار یوسف
 بعض کف دست موسوی ہو
 ہوشنگ کف رسول محمود
 فور چشم شعیب ذیشان
 وہ دل کہ انیس صبرا یوب
 ہو خاتمہ خوان ذکر روحی
 بدو عرضہ کہ ظہور عالم
 پابند بہ سنت نبی ہو
 بواب درخشاے سرا
 تسلیم حسن سے ہو جو خوگیر
 سوز داغ علی اکبر
 نقش کف پائے آل احمد
 آب گرد آب حبیب حوا
 بوئے ہوس سہر زلیخا
 چون کوکب سند بخت بلقیس
 این جملہ بصورت ہمہ اد
 لچہ پے کشف ساق تصویر
 بالک ہٹ موسیٰ باوفا کی
 دل ہو گل گلشن سلامت
 متفرج امر آدن صہتی
 عالم کا خزانہ مجھ کو دیدے

۱۵ مصدق
۱۴ الفہم
۱۳ یومین
۱۲ جنت
۱۱ علی
۱۰ علی
۹ علی
۸ علی
۷ علی
۶ علی
۵ علی
۴ علی
۳ علی
۲ علی
۱ علی

مقصود ہمارا قریش
سرمایہ خلق آدمی زاد
اور مسند عدل کبریائی
اور باغ جمیل کاشکوفہ
برج قسطنطنیہ یوسف
نفت لب پاک علیہوی ہو
پہو آہن دست پاک داؤد
نقش فص خاتم سلیمان
ہو گوہر شک جشم یعقوب
شاگرد رشید شکر نوحی
صورت کردہ بطون آدم
خو کردہ فاقہ علی ہو
دربان جناب پاک زہرا
خویافتہ رضا شہر
خون زخم علی اصغر
سرمست وفا آل احمد
خاک دامن ام علیہ
مشاقتی خاطر زلیخا
اور رکن عظیم تخت بلقیس
در آئینہ سکھ تہا ہو
چون صرح حمزہ قواریر
تریاہٹ بی بی آسیا کی
خاک تر گلخن ملا امت
متمنہ فاذا ہوا العبدی
تابوت سکنہ مجھ کو دیدے

گنجینہ گوہر خبیالی
 وہ نقطہ کہ جسکا اک نشانہ
 وہ قطرہ کہ جسمین لاکھوں دریا
 وہ جزو کہ جسمین سارا کل ہے
 وہ تنگ نہ وہم جس میں ہے
 وہ دل کہ جو اس میں دخل ناوین
 وہ دل کہ ہو خزن خوشی پاک
 جلنے میں جو کوہ طور ہو دے
 وہ دل کہ جس کا چور ہوئے ^{یعنی غریب و شرمندہ}
 وہ دل کہ جسے نہ چین آئے ^{در بیان}
 وہ دل کہ جو داغ داغ ہوے
 وہ دل کہ جو چین سے نہ سوئے
 جو دل ہو چیراغ ^{یعنی غفلت} رنڈر کا
 وہ دل کہ نہ جسمین مدعا ہو ^{ساکھو}
 وہ دل کہ جو لاکھ زخم کھائے
 جس دل نے نہ زخم کو چھپایا
 جسمین ہو خشوع ^{مقابلہ} بنے قیادی
 وہ دل کہ شکر ہو بندہ جسکا
 نازک ہو مثال شب نیم خار
 وہ دل کہ نگاہ لگ سکے ٹوٹے
 ہو بختہ خور میں جیسے اولاد
 دل ہو کہ جابجہ بدولت
 وارستہ ملت و سبیل ہو
 اور سختی میں اوسکی ہو بحالت
 محشر کے شکست سے نہ ٹوٹے

آئینہ صورت مثالی
 عالم کا یہ سب کتابخانہ
 وہ ذرہ کہ ورون جسمین صحرا
 وہ کل کہ جو جزو جزو دکھلائے
 واسع وہ خدا جہان سمائے
 کونین کو رکھ سکے بھول جادون
 جو جنت و نار سے ہو بیجاک
 وہ دل کہ تمام نوز ہو دے
 وہ دل کہ جو گھر کا چور ہوئے
 جب تک کہ نہ خون میں نہ ہائے
 وہ دل کہ بہا ^{در دشمن} آریاغ ہوے
 وہ دل کہ تمام عمر روے
 جو چاندنا ہو اندامیر کے گھر کا
 وہ دل کہ جو خانہ خند آہو
 پھر آہ کے ساتھ منہ کو آئے
 ناسور نے جسمین گھر بنایا
 جس دل کا ہو کھیل پاکبازی
 تریاق ہو زہر مہر خندہ جسکا
 جو چھڑتے ہی گلے کا ہو مار
 اندیشہ آہ لگ سکے ٹوٹے
 ہو پاپے خیال کا پھیللا
 گرداب تلاطم ملامت
 وابستہ دین صلح کل ہو
 ہر جا ہو قیام میں قیامت
 وہ شیشہ کہ مست سے نہ پھوٹے

وہ دل کہ جو دہم میں آئے	وہ دل کہ جو دہم میں آئے
وہ دل کہ جو دل ہو کام کا دل	وہ دل کہ جو دل ہو کام کا دل
کعبہ میں کہ دیر میں گذر ہو	کعبہ میں کہ دیر میں گذر ہو

اور باب تعذر از مبادرت طلب

علوی یہ طلب یہ تو ہے اغیر	سینہ ترا اور یہ دل خدا خیر
جس شخص کو ہو یہ دل غایت	اک حشر ہے فتنہ ہے قیامت
اس دلو کو ہے یوں تو کون پاتا	جان دیکھے بھی کم ہے ہاتہ آتا
لازم ہے یہ دل جو کوئی پائے	آہستہ بغل میں لے دے دباے
دورات رہے یہ او س سے ہشیاء	چھو لے تدے لامر کو زہا
ذوق او سکانہ ذائقہ او ٹھائے	ہوا و سکی نہ شامہ تک آئے
پھونچے نہ نگاہ کی نظر تک	اور سامعہ کو ہنو خبر تک
عقل اپنی بھی دمان نہ جانے پائے	خود سے بھی تو اپنے میں چھپائے
دو رخ ہے غرض یہ دل جہان ہے	ظاہر ہے یہی ہی نہان ہے
یہ مخزن چار وہ طبع ہے	ما بین الاصبغین حق ہے
یہ دل جو عیان نہ تو بہتر	مشہور جہان نہ تو بہتر
اس دل کا جہان نشان ہی پاتا	ہے عشق او دہر دم شایا
اس دل کا جہان میں جیت چرچا	ہر ایک ہے یوں پکارا او ٹھتا

لہ قلوب الزینین
بین الاصبغین
من اصالح الشر
نقلہا کفایت

غرمیت موکب سلطان عشق جانب خرابستان کشور دل
ناتوان و انتباہ خدام جناب عشق مبادی عام حفظ خلوتیان
عصمتکہ خیال کہ مجموعہ اتصال و انفصال بدل نسبت
تمام بود و مسمی شمشیر ابدل اسلام

اے دل سنہل اضطراب آیا	عشق عالی جناب آیا
-----------------------	-------------------

عشق آتا ہے سر کلف تو ہو جا
 عشق آتا ہے جان نثار کر دے
 عشق آتا ہے جا کہیں نکل جا
 عشق آیا عدم میں جان چھپا لے
 عشق آتا ہے بچ اید پر کومت کچھ
 عشق آتا ہے عز و جاہ کھو دے
 عشق آیا ہوا پہ تنگ اوڑا دے
 عشق آتا ہے پائی ہو کے یہی
 عشق آیا بنا ہوا بگڑ جا
 رسوائی کا جیس جا بدل جا
 آفت کی گلی میں گھر بنا لے
 گر ہے مجھے عاشقی میں جلیب
 سرگرائی ہے راحت عشق
 عشق آیا زمین میں سما جا
 عشق آیا زیر پا کر میان
 عشق آتا ہے آتش ہو جا
 عشق آیا متاع جان لٹا دے
 عشق آج نہ اکی شان آئی
 شاہنشاہی ہے سیاہ آیا
 غارت گر کفر و دین آیا
 سلطان جہان نواز آیا
 لے آئی بلائے آسمانی
 لے چھکے غضب میں جنت آئی
 لے نار میں بوز چھپ کے آکا
 لے زلیست بسکھل موت آئی

عشق آتا ہے بان تلف تو ہو جا
 سر کاٹ کے تن سے آگے دھڑکے
 عشق آتا ہے دو گھڑی کو ٹل جا
 اوٹھ بستی سے اپنی بات اوٹھ لے
 لے بھاگ تو پاؤں سر کو مست کچھ
 ناموس کو چاہ میں ڈبو دے
 اور عار کو آگ میں جلا دے
 یا خاک میں خاک ہو کے رہی
 جا جیتے ہی جی زمین میں گر جا
 بدنامی کے دیس کو نکل جا
 ذلت کو اوٹھا سپر بنا لے
 کھانا دشنام غصہ دینا
 عریانی تن ہے خلعت عشق
 عشق آتا ہے لیکے زہر کھا جا
 عشق آیا بس کلمہ طفلان
 مرجا پس جا غبار ہو جا
 قابو ہو اگر جہان لٹا دے
 عشق آیا کہ جان میں جان آئی
 سامان فغان و آہ آیا
 آیا حق الیقین آیا
 لے شجنہ بے نیاز آیا
 لے آئی بلائے ناگہانی
 دوزخ میں لپٹ کے جنت آئی
 کلفت میں سرور چھکے آیا
 لے موت نے اب حیات پائی

گلبن کو یہ خار خار کر دے
جان تن سے تنہا لے تن کو جان سے
زہرہ کو زمین سے یہ اورادے
و کھلتا ہے خالیوں کو افلاک
لاتا ہے زمین پہ عیشیوں کو
انسان کے جو سر میں ہے یہ چکر
اُن شاہِ خلقت تصبیہ تھی
احسب نے سب گھنڈ توڑا
زندہ نہ یہ کلبہا کے لغزہ
یاروں کی سمجھتا کب وہ گھٹین
سکھرا و شرک کی نہیں بات
احسب ہے خاص معدنِ عشق
ہوں حق کی جہان صفات میں جو
جب ذات و صفات ہوئیں اک
ہاں دیکھ لگا کے غور سے دل
پھر مصحف حق میں اور کر غور
یوسف کا وہ قصہ ہے عجیب
ہے عشق دلیل کل شئی
یہ قصہ عبرتی ہے اے یار
القصہ نہ سمجھو خط ہے عشق
یہ عشق خلیفہ خدا ہے
گو ظلم اور جھل کا حمد ہے
بے ڈمبک ہے دل میں اسکا جہا
جس جز کو جبر و دیکھو مائل
طالب تہی طلب ہے یہ طلب

انافز

گلبن کو یہ نو بہار کر دے
تار سے یہ مٹا دے آسمان سے
ہاروت کو یہ کنواں جھکا دے
چھنوتا ہے یہ فرشتوں کی خاک
آوارہ کری ہے فرشیوں کو
بن عام ولی بنی برابر
فرمود کہ جب ہے الی
شاہ اسش خد کو بھی چھوڑا
گھر گیا سسکے خشک مغزہ
کہنے لگا ثغر کی بین باتیں
احسب صفت ہے خاص ذات
اور ذات خدا ہے معدنِ عشق
یہ جانلو ان ہے ذات موجود
کس طرح خدا سے عشق ہو دور
و تدران میں یہ مجہم بن نازل
قد شغف جا کے میں کیا طور
شان او سکی حسن القصص ہے
ہے یہ تفصیل کل شئی
جامت بر و صاحبان ایضا
بندے میں خدا میں بطعش
ممن یفسد یفسک الدما ہے
پر سخن نسج کی ضد ہے
بلو تا ہے رشتہ ظلمت
بامین شش ہے اسکی حائل
رغبت سے ہے راغبو نکی مرغوب

۱۵

۱۵

۱۵

۱۵

۱۵

۱۵

۱۵

۱۵

۱۵

۱۵

عاشق سے ملا تو ڈینگ ہے اور
 یان ایک کو چھنڈ سے پر چڑھایا
 رخ کو وان بلٹھ کر ستوارا
 کیا بیٹھا سدھارا کون کیا میل
 سمجھو اسے فی المثل ہے بے لاگ
 کونین کا عمت بار ہے عشق
 دارین کا انتخاب ہے یہہ
 جاری ہے یہی یہی ہے ساکن
 بے نام و نشان و بے سبب ہی
 ہے شکر یہاں تو وان ہے جہان
 وحدت ہے یہی یہی ہے کثرت
 رنگ رخ عشتیار ہے عشق
 لاکھوں پردوں میں ہی نہاں عشق
 سرایہ پر ثبات ہے عشق
 اشیا کا تعینات ہے عشق
 ہے وجد یہی یہی تو ہے ذوق
 اذنا ہے یہی یہی ہے اعلا
 ارواح کا سب قیام ہے عشق
 ہے نطق یہی یہی تموشی
 غارتگر عقل و ہوش ہے عشق
 یہ وہ نہیں وہ نہ یہ نہیں کچھ
 ہے مغز یہی یہی تو ہے پوست
 ہے اسکا تیان زمان سے باہر
 عاشق کو یہی ہے بس کفایت
 کنت کمتر ہے اسکا موطن

سلیحہ کوئی فی نظیر
 الصفات والادبات
 کلام
 فیہ تحقیق
 فی سبب الحب

علاء اللہ فیہ سلطان
 انشد و اشعار
 م
 سن کلام
 ریس انجی

۱۱۱۱
 سلام کلاس
 منہ خلق

معتوق کے پاس رنگ ہے اور
 وان ضبط ہے اک کا دل حبلا یا
 یان آؤ کی ساتھ تھا سدھارا
 اک ذات بنا رہی ہے سب کھیل
 پانی میں ہے پانی آگ میں آگ
 بان قدرت کر دگار ہے عشق
 واللہ کہ لا جواب ہے یہہ
 واجب ہے یہی یہی ہے ممکن
 ہے فضل او دہرا دہرا ہے
 مرحوم ہے یان تو وان ہے جان
 منعم ہے یہ خود بشکل نعمت
 بوئے گل خستیار ہے عشق
 لاکھوں پردوں سے ہی عیان عشق
 سیرایہ کائنات ہے عشق
 آسمان کی تجلیات ہے عشق
 مان و لولہ ہے یہی یہی شوق
 بندہ ہے یہی یہی ہے مولیٰ
 جسام کا انصرام ہے عشق
 ہے پیش نظر چشم پوشی
 مان ذات کا اپنی جوش ہے عشق
 سب کچھ ہے ہنیں ہنیں نہیں کچھ
 مان عشق کی شان ہے ہمہ اوست
 یان اپنی زبان بیان سے باہر
 یہ حب ہے یہی یہی ہے ملت
 تخلقت الخلق میں ہے مسکن

ق سے پوچھئے کہ کیا ہے
 اور ہی اسکا ماجرا ہے
 روح کی روح جان کی جان
 ہے کبھی کبھی مقصد
 یا مشق ہے موت یہی حیات سے یہ
 ہیں موت قبل موت سے حال ہے یہ
 خلیل مان یہی ہے
 قاضی بے دلیل ہے عشق
 ممبر و رسول ہے عشق
 رہا ہے دو کو ایک دم میں
 یہ نہیں جدا نہیں ہے
 اک عاشق تو ایک محبوب
 مل تو اسکو کیا ہی سمجھے
 باز سے جوش عشق لن ترانی
 سے اسے کہہ اک ہسانہ
 عشق بناے اور بگاڑے
 لئے نہ دے گریبا کھماے
 کر کے غریب کو گناہ دے
 زخم گناہ ہو کے بے غم
 وقتہ بھگائے خود کر کے شور
 دچور کو پہلے گھر بتا دے
 ار ہی کو اسکی کون پائے
 من کو سمیٹ کر کرے قتل
 منوں سے تن غریب بھر دے
 ارین گناہ آنکھیں کھلاے

بائیں خوف والرحا ہے
 یان خوف ورجا کا کام کیا ہے
 ہے دین یہی ہے ایمان
 سے رفتہ کبھی کبھی سے آید
 رفتہ سے رفتہ یہی سچا ہے یہ
 مستقبل کا مال ہے یہ
 اور ناز و تسلیل مان یہی ہے
 قرآن ہے جبرئیل ہے عشق
 اور ذات کا اک نزول ہے عشق
 اک کرتا ہے سو کو اک دم میں
 دو نو سے مگر شہد انتہا ہے
 ہے یحیٰی رطب عشق کیا خوب
 جو کچھ کہتے ہیں خدا ہی سمجھے
 گناہ بنے بنا زمن رانی
 پھر دیکھئے اسکا کارخانہ
 آباد کرے یہی او جاڑے
 انگشت بلب ہو اور کارے
 آپ آگ لگاے خود بجھاے
 پھر زخم پہ آپ رکھے مرہم
 ہے آپ ہی سادہ آپ ہی چور
 پھر سونے ہو نو کو خود جگا دے
 سر کو سہلاے منفر کھائے
 اور منہ کو لیٹ کر کرے قتل
 نکلے لو ہو تو ذبح کر دے
 زخمی کو ترپنے بھی نہ دے ہاے

سہ بیعت عشق
 ایمان است والایمان میں عشق
 والرحا ہے
 دلجو اور صحت یعنی نزول و صحت است
 و در مقام و در دین مقام جویم
 سلب است و مگر ان اولیا را شد
 در شان او است ان اولیا را شد
 لا خوف علیکم ولا هم یحزنون
 عشق یعنی روح از روح و کائنات کبر
 مقام و صفت است
 عشق ذاتی و صفت ذاتی است
 عشق بولبل است
 قولی سے پوچھئے کہ کیا ہے
 یا ابراہیم الذین آمنوا صبروا
 او صابر و در ابطوا الصبر
 تقویٰ ۱۲
 انہما ینازیان لہ فی الیوم
 کہ تمہارے گفت و گواہی ہو
 دین عالمہ من رانی نقد
 رہی الخ می فرماید کہ صبر
 محمد مصطفیٰ علیہ السلام فرمود

یہ اسکی ہے عین مہربانی
 ہے یار یہ یار مارے یہ
 اک شخص کو خود کرے فصاحت
 کہتا ہے خموش اور رولائے
 دل چین لے آب اور کجاہے
 دیوانی زلیخا کو بنا دے
 ہے مکر میں خیر و شر کی تکرار
 ہے خانہ بدوش خود بہر دور
 یہ کہنے تو بکے ہووے وہ غیب
 میں بننا ہے گرا سے کہیں تو
 ہے ساری شمشیر و تکیا مرجع
 ہے فرشتہ زمین وہ بر سر عرش
 اک جاہو تو کوئی جا کے روئے
 ہر جائی ہے ملتا وہ کہاں ہے
 گرم ہیں تو وہ نہیں بلا ہے
 ملتا نہیں وہ کسی نگر میں
 ہر ایک کا لب و لہجہ گزر ہے
 لیکن وان او کو ڈر نہیں ہے
 ہوتا ہے اوسیکا وان گذرا
 جسے کیا خانمان کو برباد
 جسے کہ سب اپنا گھر لٹایا
 بیگانہ و خویش سے گزرا ہے
 جو رحمت و قہر ایک سمجھے
 تسلیم میں جسے سرد یا ہو
 جو چٹکے بکنا زخم کھائے

مرنے کو بھی دے نہ قطرہ یا لانی
 اغیار کا بھی تو یار ہے یہ
 پھر آپ کرے اسے نصیحت
 نیچے نیچے ہی چٹکیاں لے
 ظاہر میں کچھ اک بہانہ کجاہے
 خود بیٹھے عتیز کو ککا دے
 سہسہ ساری جہان کا ایک ہکار
 سچ ہے یہ کہ بے گھر کیے سب گھر
 وہ کہنے تو یہ بنے بلا ریب
 تو کہنے تو یہ نہ وہ نہ میں تو
 ہر ایک وقوع کا ہے موقع
 ہے عرش بریں بر لب عرش
 یا جائے دمان جہان نہ ہوئے
 ہم مان میں اگر تو آپ وان ہے
 اور وہ ہے تو ہم نہیں یہ کیا ہے
 ہے اوسکا پتا خدا کے گھر میں
 وان بانوں سے پہلے سر کڑ ہے
 جسکو کچھ بانوں سر نہیں ہے
 جسے اپنے کو آب مارا
 جو دونوں جہان سے ہوئے آزاد
 سر بھی ہاتھ کچھ نہ آیا
 اور مرنے سے اپنے پہلے مر جائے
 ترماق اور زہر ایک سمجھے
 دل آگے رضا کے دہر دیا ہو
 دامن میں اوسیکے منہ پہلے

لڑکوں کا نہ سمجھو کیل اس سے تم
 اور تی ہوئی وان کی کچھ سننے
 زندہ سے تو میں ہر کہن پہنچتے
 چکر وان کچھ تو کھا رہے ہیں
 کے سوچ سمجھ کے عشق کا نام
 اوس کو جو میں کہہ ہوں جفاکش
 سن سکتے ہیں کب وہ نالہ زار
 دنیا کے جو ہیں ڈیکو سکے میں
 میدان میں وہ کب دکھائیں دسی
 یریا نیون پر جو ہا تمھ مارین
 دن رات جو فریادیں اور امین
 جو رکھتے ہیں اپنا دبیلہ تہ بند
 کھلانے سے بھی میں غار رکھتے
 گونا گے جو ان میں جیسری
 گبرو ہیں پیسیر جی کی صورت
 یا علم کے جو سرور میں ہیں
 ہے بجٹ سے علم جتنا مطلب
 ظن جنکے عقیدہ کی ہے بنیاد
 جو ذوق زبانی سے ہیں جو رسد
 ہیں اور وٹکا جھوٹا کھاتے پیتے
 ہیں نام کے سادہ کام کے چور
 جو رکھتے ہیں دعوے سوز باہر
 میں آپ تو ہر طرح فصیح
 یہ لوگ جو مارین عشق کا دم
 ہے عشق سزلے چار منی

مقالہ از قائل الیٰ علیہ السلام فی الحب والفرق فی القلوب یحرق بالمشق ناراً وازواج فی القلوب یحرق بالمشق ناراً

جبریل کی عقل بھی ہے دان
 جان بازی دمان کی دل لگی ہے
 مکر کبھی تو وان نہیں پہنچتے
 کچھ دور میں کھٹکے آ رہے ہیں
 وان اما کے لاڈ لون کا کیا کاہ
 جو شش منقہ ہمارے
 جو شش منقہ ہمارے
 جو شش منقہ ہمارے
 کب کرتے ہیں وہ یہ دشت گرد
 سوکھے کھڑے وہ کب اوتارین
 لوہے کے چنے وہ کب چائین
 اور جیسے عمارت کے ہیں پابند
 ہیں ہاتھ میں پشت خار رکھتے
 پر ہاتھ میں ہاتھ عصاے پیری
 ٹانف ہے ریش بے ضرورت
 اور چاہ کے جو سرور میں ہیں
 ٹھہر رہے تعصب اور کا مذہب
 ہمارے نہ شک سے ہوں جو آزاد
 جو شہوت دار کے ہیں پابند
 اور وٹ کے سپاہے پر ہیں جیتے
 کچھ قول ہیں اور فعل ہیں اور
 اور ٹھہرین نہ ایک امتحان پر
 اور وٹ کے عیب پر ملامت
 افسوس افسوس کیا کہیں ہم
 وان علم کدہر کدہا کی شیخی

عسریانی ہے وانکا جامہ تن
 جسم زخمی قیاسے کجواب
 بجا تا ہے وان عمامہ سر
 نیکہ نہیں بستر نہیں ہے
 کا ٹوٹو نہیں وان شستگاہیں
 وان خوان میں کب ہے لقمہ تر
 وہ خوان تو خون سے بھر ہے
 وہ زہر نہیں فقط کشندہ
 وان خون جگر ہے لقمہ تر
 بریانی و لمان ہے سینہ بریان
 وان آبی و شیر مال کب ہیں
 بہر نقل کا و بیان بھی اگر وان
 یہ بھی نہیں سہوینے کھایا
 تن ہو تو لباس کی ہو خوش
 خواہش ہو اگر طعام ہوئے
 بیان ہو تو ہے زیست کی ضرورت
 ہو چھبم بھی ریا تو لوریا ہو
 ہلوی سنہلو یہ بکتے کیا ہو
 سہرہ جہرت و محو کو نہ وان لس
 وان گرم نہیں کسکا بازار
 تسیر ہزار بے نیازی
 وہ کون ہے یعنی حضرت عشق
 صورت ہیں وہ لب کچھ ہیں بے
 سرباد ہے وانہ جوٹ کھاتا
 گزرتے کے پیچھے قہقہے جاتے

اور اس سے جو گزرے خاک کلن
 چادر ہے زموچ چشم پر آب
 گرد آب سرشک دیدہ تر
 قالین کیا بوریا نہیں ہے
 فرشی نیکے میں سرد آہیں
 شامی و شکم برو عفر
 اک زہر کا پیالہ وان دیر ہے
 کر دیتا ہے قل کر کے زہرہ
 رنگ رخ زرد سے فر عفر
 اور شور بہ اشک چشم گریان
 دل آتشین او خشک لب ہیں
 سو نہ پر گتے میں سنگ طفلان
 اسبات کو جو زبان پہ لایا
 دل ہو تو جو اس کی ہو خوش
 ٹھہرے جو کوئی مقام ہوئے
 بوفس تو ہے یہ سب کدورت
 راحت ہو اگر تو بستر ہو
 تم خود ہو تو سارا خبر ہو
 ہو جاتے ہیں سحر و محق سحر
 یوسف کے بھی وان نہیں مار
 دکھلائے وہ عارض مجازی
 اور کیا ہے مجاز صورت عشق
 یوسف کے ہیں کھوئے دم ملتے
 بے قیس کو باتو نہیں ادا تاتا
 سو کو سس اک بات میں بکاتے

<p>سودا ہے واما سخا خود فروشی وان تن کا تو نام بھی نہ لیجے وان جان ہے کوڑیوں کو ازان پھر دل کی تو کھٹے صل کیا ہے وان جیسے بنے یہ جان دیدے وان نفع و ضرر کی کیا ہے پردے ہے راست بیان نہیں ہے لاشے یہ عشق ہے اک خدا کی حکمت اللہ دے عشق شوخ و بیباک مجھ کو تو ہے اس قدر ڈرایا رکھ علوی ذرا خیال اپنا</p>	<p>قیمت لینے میں چشم پوشی یا ہر ہی جو اس چھینک دیجے اور سر کو تو مفت بھی نہ لین ان اور عقل کو کون پوچھتا ہے الزام بھی گرٹے تو لے لے خود رانی ہے سارا کام و استقام میں عشق کے کچھ عجب تماشا ہے ہے عشق خدا کا دست قدرت سب کچھ کرے اور پاک کا پاک دل کا شب اوٹھا جو نام آتا کیا بکتا ہے منہ سنہال اپنا</p>
--	---

جبہ سالی عاشق برد پر میکہ ہاستد عای ساغرے بخودی
از جناب پر میکہ بصدا الحاح وزاری و کرب بقراری و حال
ابتلائی در عشق بوجہ بیابی ازان کہ چارہ شن نہ بخودی ممکن تھا

<p>علوی لے تجھے بھی اب ستایا جز بخودی اب شفا نہیں ہے دیکھ اب یہ مرض کر گیا پرہم سو کر کے طواف میکہ سے کرے سر با نو نہ رکھ بجز وزاری یعرض کر مال تن دل و جان</p>	<p>تیرے دل نے بھی زخم کھایا اس درد کی اب دوا نہیں ہے جلا اور در میکہ سے یہ لے دم تو پر مغان کو سجدہ کر دے کر عرض بشوق و اضطراب تیرا بن ہے تجھ پر دین ایمان</p>
---	--

موج اول تیرل اول

<p>دل کھو کے سا قیلا دے عالم کو نگاہ میں پلٹ دے</p>	<p>نہلا دے شراب میں باندے سیر پر دے سارا ختم اولٹ دے</p>
---	--

لہذا فی مقام
الوہیت راسخ کردہ
مہتمم بشغل و حدت
باید بود و مردار
خدا اسما الہی
است ۱۳

لونین میں غلغلہ اٹھا دے
مجھکو وہ پلا شراب ساتی
وہ مے کہ جلا کے خاک کر دے
جل بھٹکے کیا بے رجاون
تن کو مرے ذرہ ذرہ کر دے
مے سے یہ بنا دے حال میرا
کچھ حد سے بڑھا مرالال اب
مڑتا ہوں میں قوت روح وید کے
لا شعلہ آتشین جھکا دے
بے طرح خمار نے ستایا
دل دن کا پیراغ ہو گیا ہے
تلخے خمار سے بھون بد حال
کیا بچتا ہے جام پیار دیکر
وہ دے کہ حساب میں نہ آئے
وہ دے کہ مے جھکو دمدم روح
جب تک نہ میں خوب سیر ہو گیا
سغنر کا سینا گر گر گیا
کیا جام کا انتظا اردیکھوں

سیلاب شراب میں بہا دے
جو مجھکو نہ مجھ میں چھوڑے باقی
وہ مجھکو جو مجھ سے پاک کر دے
میں سار شراب بٹکے رجاون
رگ رگ میں مری شراب بھگدے
میخانہ ہو بال بال میرا
کر آب حرام سے حلال اب
لا جام مے صبح دیدے
انکار کروں تو منہ جلا دے
لے ایتلو بونہ دم سے آیا
تن رات کشا زراغ ہو گیا ہے
اس مٹی جی چھری سے بوج کر ڈال
چھوٹکا نہ بے شمار دیکر
کاتھ کی کتاب میں نہ آئے
لو کھانا البحر جسکی اک موج
مر جا و نکا ختم پہ جان دو نکا
تو دیکھ میرا لہو بہنگا
فرماؤ تو ختم سے منہ لگاؤ

موج دوم ترنل دوم

ساتی مرے لب پہ جم جھکا دے
دے نام شراب جسکا ہوئے
منہ سے کوئی قطرہ گر نکلا
سر سے مرے موج سے گزر جائے
اک نشہ اوتارا کٹ چڑھا دے
وہ بادہ بے خودی کا دے جام

اللہ کے واسطے پلا دے
یہ حیرت جباب جسکا ہوئے
وہ ختم فلک سے بھی ابل جائے
یہ نشہ خودی کا سب تر جائے
اس کبیر کا جزو مد کھا دے
جو نام ہوشیار اور مر کا نام

یعنی بھگت
روح جادوی نابینا بھگت
نفسانی سراسر
یعنی بھگت صفاتی
یعنی کار کا بھگت
یعنی کوان الجوا
تکلمات ربی نقدا
قبل ان تفکرات
بان ولفی شکر واد
یعنی ترنل دوم
کر الویت است وکلام
صفت نام دوست اراک
نصیب گریہ
یعنی بھگت
گوند سبکدوشی

سیر شارحی اللہ کے دے
 جو صاف ہو آب و گل سے دیدے
 افلاک کے جو دیوین اور ادا
 ساقی مجھے آبِ فہر دیدے
 زہر آب کے شیشے کو چکا
 کا قور کی شمع سے جلا دے
 وہ آب کہ پاک آب سے ہو
 بلور کا جام بھر کے دیدے
 مجھ کو وہ ملا شرابِ مخموم
 تسنیم سے قطرہ جس کے اندر
 کچھ اور نہیں ہے میرا مطلب
 قی انفقہ سے جام بھر دے
 ساقی مے ختمِ نخل دے
 التوشہ اذا ہوا سے لادے
 وہ نشہ چڑھا دے اے مریمان
 جس نشہ کے جوش سے ہو پیدا
 ملا سحر ایما میں بھر کے
 آب و رتاج بھر کے دیدے
 گوہر میں بھری ہوئی ملا دے
 بھر دے مجھے از مے ختم ہو
 لادے خم وادی طوٹے سے
 لا آب شجر ملا دے لہر
 لا جام میں عمر خضر بھر دے
 قاتل موجودی کی کشمکش میں
 عیسے کے لبونہ جس سے دم لے

حقیقت انسان کا کفہ جی راز اسانی

وہ مے کہ جہان کو مست کرے
 اک دو میلے تو دے دیدے
 وہ مے کہ جو طور کو چلا دے
 جو کچھ ہو بلا سے زہر دیدے
 تیرا آب کے شیشے کو چکا
 آگ اس آب سے لگا دے
 حشر شہد آفتاب سے ہو
 لا نور کا جام بھر کے دیدے
 جو تیرے ہی علم میں ہو معلوم
 جس بادہ کا ایک جام کو شر
 دیدے مجھے جامِ سخن آفرین
 وہو مے سے جام بھر دے
 ساقی لا مجھ کو میرا دل دے
 رحمن کے استوائے سے لادے
 کشفنا عنک حبیبی شان
 عَلَمْنَا مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا
 دے جامِ جہانِ ثمان بھر کے
 مصباح زجاج بھر کے دیدے
 کوکب میں دہری ہوئی ملا دے
 در سحر اعلیٰ نما تو لادے
 لادے مہینہ خدا سے
 از خبرہ ایتنی انا اللہ
 لے آب بقا سے زندہ کرے
 اس خانہ بیخ و جاروشش میں
 بوسونکہ کے جسکی خضر چاہے

جس سے غزین میں ہے جان آئی
وہ دے کر جو دے برق لامع
جو کھلے دے سب صفات آیات
ایمان سے ہونے جھکا حائل
وہ دے تھے جوئے عرش کا ستار
وہ جس سے چمک گئے ہیں ذرات
جس بادے کا نشہ عروجی
لا جام زہل میں بھر کے لا دے
بھر دے چمچ جام مشتری میں
مرچ کا جام بھر کے دیدے
دے ساغر آفتاب بھر کے
ناہید کے پاس لے میں پلا دے
سایل کے سوال کو نہ کر دے
دیدے مجھے کا سہ قمرین
کافور عزاج سے پلا دے

اگر بے جس سے ہو سفایائی
از اسم برقع تا بجاسامع
اک شہ میں تار فیج درجات
تا مرتبہ ظہور کا مل
روح عظم کی دل کا پارہ
وسیع کے وسیلہ السموات
بے قطع منہ نزل بروجی
مخوس کے منہ کو بھی جلا دے
دے ساغر دیدہ پرین
قاتل کی چھریا پید و ہر کے دیتے
دے کا سہ آب و تاب بھر کے
وہ بادہ کہ زہرہ کو نجا دے
بھر دے نئے ساغر عطار دے
دے جام ستارہ محمدین
دل مول کے آج سے پلا دے

موج سوم نزل سوم

آنکھیں تو لا وہم سے جانی
کر دوسروں سے قرار جنت
دل سرد ہے یہاں تو لا ابھی لا
میں حور کے ہاتھ سے نہ لو گنگا
گو حور میں روح ہے سماتی
گر شرم ہے منہ بھر کے دینے
کب کہتا ہوں ہاتھ ایہ ہر بڑھانے
آخر تری خوئے کرم کی
محتاج کو حق کے نام دیدے

اوروں سے ہے یہ کن ترانی
کراوردن سے وعدہ قیامت
من کا س مزاج زنجیل
تو روح سے تو پلا پیو گنگا
یعنی مقام روح اگر وہ
پریشان بہین اولیٰ بات بھاتی
آنکھیں سے جھکا کے دیدے
ٹھوکر کے اشارے سے تلوے
خیرات دے اپنے دم قدم کی
خیرات سمجھ کے جام دیدے

لے فاما ز شاد عام
شرفۃ ۱۱ ملے کرین
بجاکہ برآشتی بارود
شرفۃ ۱۲ ملے
فی اسرار آقا کریم
۱۱ ان اللہ برآشتی بارود
۱۲ من کا س کن مزاج بھاتا
۱۱ ایچون زنجیل
۱۲

لامیرے ہی منہ میں جگ بھروسے
 یاروں کا لشکر ہوا و وبالا
 صدقے ہی میں آئینہ دکھائے
 آنکھیں ہی مجھے دکھا کے دیے
 اس یا پانی کو تھوٹا کر کے دیدے
 سر سے سو بار وار کر دے
 جوتی ہی پہ مجھ کو دہر کے دیدے
 لاجپ کو پلا دے یا نون دہر کر
 دو پیا لون کو چار کر کے دیدے
 دے ازید دھن سقاہم
 شہر ان میں نص و شہر ہو
 شد دے واسطے خدا کے
 یہ کیا ہے کہ محتسب دیکھے
 خورشید کی مان نظر نہ لگجائے
 لا چادر ابرو مانپ کر دے
 بجلی نہ لپک کے سر جھکائے
 منہ تلے بین تیرا سب تارے
 لاجپسے بھی نے مجھے جھپکے
 قفل نہ صراحی کی سننے کان
 لذت نہ زبان پہ میری آئے
 اور شامہ بھی کہیں بولے
 اوپر اوپر مڑے اور ادا دے

جو حصہ خاک ہوا یہ ہر دے
 دے گالیان لاکھ اک پیا لا
 منہ جاقم میں دیکھ کر بلا دے
 کہتا نہیں مسکرا کے دیدے
 لاجام کو لب پہ دہر کے دیدے
 یا نون ہی پہ لا اوتا کر دے
 لاجام میں کلی کر کے دیدے
 دے جام مجھے لگا کے ٹھوکر
 آنکھوں نہ تیار کر کے دیدے
 یہ وہ کوئی دیکھے اور نہ ہم تم
 لاف نہ ادا سے امر ہوئے
 دے آنکھ نہ فرشتوں کی بجائے
 دشمن تو کہ ہر محب نہ دیکھے
 مان چشم قمر نہ دیکھنے پائے
 آہٹ گردون کی بھانپ کر دے
 ایسا نہور عدس مجا دے
 دیکھ آنکھ بجائے کراشارے
 مان میری بھی آنکھ دے بجائے
 بنجا مجھے دیکے ایسا احبان
 مان خلق تلے اوتر نہ جائے
 ساعنبر کہیں لامسہ نہ چھو لے
 لا راہ نقحت سے پلا دے

۱۰ سقاہم رہیم
 شہر ایلورا
 ۱۱ کو دہر کر
 ولا نظر فرمای
 لا تعلوئی ذکر اللہ
 ۱۲ فاذا سبوت
 و نقحت زہ من کا
 ۱۳

موج چارم ترل چارم

درسا غر مرآت مثالی
 لامیری نجات پھر کے دیدے

ساقی دے تم خیتالی
 دے اب حیات پھر کے دیدے

پیالے میں مے پہور بھر دے
 اصیبت کا عکس بھر کے لا دے
 اصحاب ہڈائے جو بیا ہے
 مے سورہ دہر شان جسکی
 لا دے در و شراب سادہ
 ساتی مے بزم صابرودے
 ساتی مرے دل کو اب نہیں
 دے بزنخ عین کا نتیجہ
 دیدے وہ علی کا جام تسلیم
 وہ جو پیا خواجہ حسن نے
 عبدالواحد نے جو پیا ہے
 وہ شاہ بلخ کو جو ملاوی
 جو تارکے حضرت خذیفہ
 حمزاد کا دے بچے پیا
 دے کاس مے ابی احمد
 بی یوسف رکھتے تھے جو موجو
 وہ حاجی شریف کی جو تھی جان
 دیدے مجھے ساغر ہشتی
 دے ساغر نخت یار کا سکی
 وہ دے جو فرید نے پیا ہے
 جو بی کے خیراع دہلوی نے
 جو شیخ محال کی عنداختی
 وہ عالم الحق تھے جس سے مسعود
 وہ شہنشاہ جمال نے جو لی کے
 وہ پیتے تھے جو حسن محمد

لا دیدہ دل میں نور بھر دے
 لا ساغر احمدی پلا دے
 احباب خدا نے جو بیا ہے
 قمر آن بے سارا جان جسکی
 فاتحہ کوئی کے حشم کا بادہ
 تلخ آب سب جوئے را بطور دے
 لاشیشہ طاق قایب تو سین
 مرج العجریں کا نتیجہ
 از بادہ سلسبیل و تنم
 اوس عاشق خاص و المین تھا
 وہ جبکو فضیل نے لیا ہے
 جس نشہ میں سلطنت لٹا دی
 دیدے وہ مے ابی میرہ
 دے بی اسحاق کا نوالہ
 دے جام کف ابی محمد
 وہ لی گئے جسکو خواجہ موصی
 وہ لی گئے جسکو خواجہ عثمان
 از خم مے معین حشمتی
 جس نشہ میں اوستے تھان یمنی
 جو شیخ نظام کو دیا ہے
 آئینے بنادے بین دوستی
 جو شیخ سراج کی دعا تھی
 وہ پیتے تھے جسکو شیخ محمود
 کیا کیا نہ دہن سے لال و گلے
 مسرور تھے جس سے شیخ احمد

جو قطبِ بریں کو بلائی
 یا وزنگ آبادی بس کو سیکر
 وہ جامِ جو خورشید نے بسا سیتے
 وہ نورِ محمدی کی شمع سے ملا
 وہ پی کے جسے شہرِ سلیمان
 حافظ نے وہ جامِ جو بیا سیتے
 خود سیکے پہلی پیتے ہے
 وہ چمکو پلا کہ پیرِ شکم ہو
 ساتی ہے فضلِ عام تیرا
 جو جامِ جنبید کو پلایا -
 وہ بادہ کہ جسمین ہو کے سرشار
 بسطامی نے منہ نہ جس سے سوا
 تبریزی کے لب کا جام دیتے
 دے بادہ مذاقِ مغربی کا
 وہ نشہ کہ عشق کا تھا سرنام
 شیرازی کو جامِ جو پلایا
 وہ جامِ جو سعدی نے پیا ہے
 وہ جس کو لے ہے میرا آفتا
 میخانے سے تیرے روکھان
 مھمان ہوں ترانہ مجھ سے کر حیف
 گو میرا و دبیر کا منہ نہیں ہے
 ساتی ترا مکدہ ہے معمور
 عالم نے اگر بیا تو کیا ہے
 بروم تراد و رخیل رہا ہے
 لبریز وہ چشم بھرا ہوا ہے

وہ شیخ کلیم نے جو ملائی
 اک خلق کا تہوا کیا ہے رہبر
 جو دستِ بدست چل رہا سیتے
 جو نور محمدی سے سدا چلا
 عالم بین عیان تھے اور نہبان
 مزلے فرجی نوش جان کیا ہے
 اک خلق خوشنما آؤستے پلے ہے
 اک قطرہ ہر اسے حق نہ کم ہو
 پھر آگے رہا نصیب میرا
 عطار کے بھی وہ یا تھا آیا
 شیخ حسد خان نے پنا زار
 منصور نے جس کا شیشہ توڑا
 رومی کی طلب کا جام دی ہے
 وئے نشہ نظامی گنجوی کا
 وہ یگیاج کو احمد جام
 حافظ کو ملا متی بنایا
 خسرو کے حوالے جو ہوا ہے
 وہ خلد کا کا شہر دلاقا
 لا تنہر بھلے سایا لان سے
 ہے قول نبی کہ اکرموا الضیف
 آخر یہ بشر کا منہ نہیں ہے
 اکثر ہے کرم عطا ہے موخو
 تیرا اس غنہ جھلک رہا ہے
 فے کا دریا و بلی رہا ہے
 عالم نے پیا تو کیا ہوا ہے

ساقی ترافضل کیا ہے تھوڑا
اک خلق کو مفت ابھی پلائے
گر فضل و کرم ہو تیرا شامل
پھر میں تو لگا ہوں دم قدم سر

جسکو پکڑا پلا کے چھوڑا
کہہ بات نہیں جو دلمیں گئے
اٹھیں نصیبے منیشا میں داخل
یا کوس ہوں کیونکر کرم سے

موج بہتر ترانہ

ساقی دل میں سرور بکھو دے
لا مجھ کو پلا دے میرے بھر کے
دے حد بشر سے جو کہہ جانتے
ہو جاؤں خودی سے اپنی بار
گر ساختگی سے بھی محل جاؤں
سب تن مرا بادہ ہو سکے بھجائے
یون نشہ میں میرے ہوش اور
وہ مٹے اگر وہ لب تلک آئے
وہ پیتے ہی جسکے دم نکل جائے
نظر وں میں یہ ہو نشہ کا سا
کچھ بھی نہ رہے نظر میں باقی

لاتن میں بھی میرے نو بھر دے
یہ وہ نہیں بے پئے جو سر کے
ہاں دم جڑیا سے دل اور جگر
جہہ جھکونہ سوچے پانوں اور سر
انے بھی تو ماتھ سے نکل جاؤں
تو مجھ کو سنہما لتا ہی بھجائے
سنہما لوں نہ فرشتوں کے سنبھالے
میں تجھ گروں تو مجھ پر گرجاے
وہ مٹے کہ تو خود پلا کے پختاے
میں نہ ہو سارا تھو کا میدان
لے جام نہ مے نہ میں نہ ساقی

تہدید و تنبیہ بنفس خود کہ طلب چو بادہ صافی مبارک
نہ روی تست برداشت کشمش امواج اینچنین می کی کدر نہ ظرف

لے دل یہ تری طلب ہے کون
اس مے کا تو نام لے ترا منہ
کس منہ سے یہ باتیں کر رہا ہے
کیا منہ ترا پھر نوبول دیکھوں
بیہودہ نہ باب جو پھر نہ بخا

یہ مونہہ ترا کیا سبب ہے کون
دیکھوں تو دکھا مجھے ذرا منہ
کس بود یہ تو کھیر رہا ہے
ہاں پھر کبھی لب تو کھول دیکھوں
منہ حیر کے جیب کاٹ لو کھچا

ساقی ترافضل کیا ہے تھوڑا
اک خلق کو مفت ابھی پلائے
گر فضل و کرم ہو تیرا شامل
پھر میں تو لگا ہوں دم قدم سر
جسکو پکڑا پلا کے چھوڑا
کہہ بات نہیں جو دلمیں گئے
اٹھیں نصیبے منیشا میں داخل
یا کوس ہوں کیونکر کرم سے
موج بہتر ترانہ
ساقی دل میں سرور بکھو دے
لا مجھ کو پلا دے میرے بھر کے
دے حد بشر سے جو کہہ جانتے
ہو جاؤں خودی سے اپنی بار
گر ساختگی سے بھی محل جاؤں
سب تن مرا بادہ ہو سکے بھجائے
یون نشہ میں میرے ہوش اور
وہ مٹے اگر وہ لب تلک آئے
وہ پیتے ہی جسکے دم نکل جائے
نظر وں میں یہ ہو نشہ کا سا
کچھ بھی نہ رہے نظر میں باقی
تہدید و تنبیہ بنفس خود کہ طلب چو بادہ صافی مبارک
نہ روی تست برداشت کشمش امواج اینچنین می کی کدر نہ ظرف
لے دل یہ تری طلب ہے کون
اس مے کا تو نام لے ترا منہ
کس منہ سے یہ باتیں کر رہا ہے
کیا منہ ترا پھر نوبول دیکھوں
بیہودہ نہ باب جو پھر نہ بخا
یہ مونہہ ترا کیا سبب ہے کون
دیکھوں تو دکھا مجھے ذرا منہ
کس بود یہ تو کھیر رہا ہے
ہاں پھر کبھی لب تو کھول دیکھوں
منہ حیر کے جیب کاٹ لو کھچا

جو بھگو ملا وہ کیا ہے کچھ کم
 اک قطرہ بھی کیا وہ کچھ ہے تھوڑا
 اک بوند ہی مین تو چل گیا ہے
 کیون تیرا یہ ظرف اور بادہ
 کچھ کم نہیں اسکا فضل و حسان
 وہ آتشیں آب کسکا منہ ہے
 لوہے کو وہ موم سا گلا دے
 افلاک کی دہجیاں اوڑائے
 بجلی کی طرح سے آگ برسے
 اک خلی مین عرض طول ڈراے
 جو سینے مین رکھا یہ امانت
 لوہے کے چنے چبار ہے مین
 اس بادہ کا نشہ ستا ناس
 ناہر دون کو دور سے ڈرائے
 پیمائے گرتو شیر ہے یہہ
 ہے وسعت رحمتی یہہ بادہ
 سجاؤ تو ما کا دودھ ہو جائے
 وہ چشمہ سلسبیل ہے یہ
 ہر دلمین ہے کام اسکا جاری
 منہ دیکھ کہین زبان نہ چل جائے

ہاں فضل سے رکھ امید ہر دم
 جو پیرے تیرے تہک کو بخشا
 جسمین ترا ظرف او بل گیا ہے
 اوقات سے یہ بھی ہے زیادہ
 ہاں مور کو کر دے وہ سلیمان
 ورنہ وہ شراب کسکا منہ ہے
 پانی کو جو لگ چلے جلا دے
 وہ بادہ کہ جوش مین جوئے
 چھو لے بھی وہ گرتو اتر سے
 اس سطح زمین کی دھول اوڑائے
 انسان ہی کا دل تھا کچھ قیامت
 اس مے کو جو لوگ اڑا رہے مین
 وہ پتیا ہے جان سے ہو جو بے لاس
 مرد و ن کو یہ مے مزا کھجائے
 ہاں بے پے ٹیڑھی کھیر ہے یہ
 خم اسکا ہر اک پہ ہے کشادہ
 نیلے سے ڈرو تو تن بھگو جائے
 متکر کے لئے دلیل ہے یہ
 برب پے نام اسکا جاری
 کیا بختا ہے علویا سنبھل جائے

مہید داستان

یہ بادہ جو ہونے مجھے عنایت
 ہاں پیر مغان کا کچھ کرم تھا
 ہر اک کی طرف ہوا وہ مایل

گو میری نہ تھی یہ قابلیت
 اور ظرف مرا بہت ہی کم تھا
 جو جو کہ تھے میکدے مین سایل

سب مانگ رہے تھے ہاتھ اوٹھا
وان سب کی تھی قیل و قال جاری
تھے رعب سے بنیاد بقال

اور سجد میں تھا میں سر جھکا کے
یان چپ میں زبان حال جاری
حسرو کی غل تھی صورت حال

غزلِ سر علیہ الرحمۃ

حیران شدہ ام در آرزویت
مانم و تختیر و خموشی
خاک تن من سرشتہ خولست
رسی کہ چگونہ ز من دور
خسرو بکند تو اسیر است
کچھ فضل نے پھر تو جوش کھایا
تو تھا بزین فتادہ سفلی
ییا لا و صراحی اور شیشا
اور سجدے سے میل سر اوٹھا کے
اول مرے دست و پا گوباندا
فرمایا کہ ہاں لے آنکھیں اب کھول
جب کھول کے آنکھیں مینے دیکھا
دیکھائے تو ایک دریا
ہن فچلیان او سمین فوجین فوجین
قوارے خود بخود مین چھتے
نہرین وان سے اوبل رہی مین
مین شستیان بے شمار او سمین
اور ایک نیا تماشا دیکھا
جب دیکھا یہ مینے اتنا سامان
بیاختہ میرے منہ سے نکلا

اے چشم جہانیاں بسویت
آفاق ہمہ بگفت گویت
در خور نشاد آب این سیویت
دور از تو چہ پرسم جو مویت
بیچارہ کجا رو دزدان گویت
دست رحمت ادب ہر ڈر لایا
کھینچا مجھے یوں بسوے علوی
اک طاق پہ سب اوٹھا کے رکھا
سینہ مرا زیر پا دبا کے
پھر مجھ کو اوٹھایا سر سے اونچا
جو دیکھے اشاریے مجھے بول
کچھ اور ہی کھیر تو مجھ کو سوچھا
ہئے آپ ہی آپ لہرین لیتا
اکدم مین مین اوٹھتی لاکھون مین
سید مین جناب او سمین اوٹھتے
اور چادرین لاکھون چل رہی مین
مین لولو سے آبدار او سمین
پانی مین غبار اوٹھ رہا تھا
یہ جوشش و تلاطم وہیہ طوفان
دریا دریا جناب دریا

لے کر تھک دیا
سردھام ترنہ دیا

فرمایا کہ جس روز سب سے یہ
یہ کہنے ہی پھر اٹھا کے پھینکا
اک غولے میں بیو گیا یہ سامان
اکبار تو دم نکل گیا تھا
تھا جسم بیرون نہ دم میں تھی جان
جب ڈوبنے میرا جسم نکلا
سو جا تو نہ میں تھا اپنے تن میں
اولیٰ اک نشہ چڑھ گیا تھا
سب عقل و خرد ہوا ہوی تھی
دل جسم میں جسم محو دل میں
ناگاہ صدا سے لائف غیب
جب جان ہوئی سو غیبِ اغیب
اے جان نکل اب اس آفتِ گل سر
گو قصہ ہے پر نہیں یہ قصہ
یہ قصہ جو ہے پیام عبرت

دستِ قلم بہار
ابا بطور ۱۰۱
قلیٰ بازار
نزداد و سلام
برایم

طوفان سے طہور ہے یہ
اور گرتے ہی سے کھایا غوطا
تھے عقل و حواسِ ہوش پران
سارا نقشا بدل گیا تھا
نئے کفن سر نہ دین تھا نہ ایمان
کچھ سانس سائے تن میں پایا
اور دیکھا تو میں ہی تھا بدترین
گھٹا تھا میں کہ بڑ گیا تھا
اور فہم کی دیجان اوڑھی تھی
جان نام کو قیدِ آرب و گل میں
انے لگی سر جان میں ریب
تھا جان سے کوئی یون مخاطب
اس قصے کو سن لے گوشِ دل سے
گر فہم ہے لیلے اپنا حصہ
نام اسکا ہوا حسامِ عبرت

آغا قصہ معاملاتِ خلیل خان و دلیل خان با فاختہ در بیان
در غلبہ فاقہ و کیفیت تدبیرِ گرفتاری با فاختہ

نام اوسکا و بیانِ خلیل خان تھا
خوش صورت و نیک خلق و خوش رویش
ملتِ شرع و صاحبِ حقیقت
عارف عاشقِ زابلِ مشکین
اک عالم اوسکا میہمان تھا
مصطفیٰ اراق بنار کو فی بردا
رہتا تھا بطور خانہ داماد

سنے کہیں کوئی اک جوان تھا
تھا عاقل و وضعدار و ذی ہوش
جواد و شجاع و بامروت
عابدِ عالمِ محبا ہر دین
وہ مثلِ خلیلِ مہربان تھا
بس حلمِ من تھا قنیرِ یدِ فردا
سیرِ آلِ مین اپنی و فکرِ مزارِ
ناسوت

تھی بی بی سے اپنی اوسکو الفت
رہتا تھا وہ بی بی کے وطن میں
خدمت میں میان کی تھی فاتر
ہر دم تھا وہ اپنی جان سے آزاد
بہر چند کہ خود سے خانہ داماد
وہ چھاتی یہ مونگ گودلی ہے
مشہور مثل یہ ہے جہان میں
ہے بہن کے گہر میں بھائی گتا
پر ایسی سیدہ تھی وہ بی بی
تھا اہل و عیال سے وہ خرسند
افتاد زمانہ کچھ پڑی آہ
اور یہ بھی ہے تجربہ میں آیا
گر حد سے زیادہ ہوئے اکرام
اوجہ کو دلیل کچھ طلب ہو
شیطان کا مطیع جو بنے گا
اے یار منذرین کو تران
گرجائے اسکی تمکو تفسیر
وہ فقر سے کالا منہ کرے ہے
اس قول کو دیکھ گہرین عینین

بعد فنا و کس تو جلال اللہ

رو کی ہوئی تھی اوس سے محبت
جون روح مقیدی سے تن میں
جیوانی ہے جیسے ولیہ مفتون
جون جو بہر سر و و فردا فرد
سب تنگ و حیا ہے اوسکی برباد
پر جو رو کی جوتی کی تلو ہے
اور آیا ہے اکثر امتحان میں
اوس سرے کے گھر جوانی گتا
سیرام میں تھی مطیع اوسکی
تھے بیٹیاں پانچ پانچ فرزند
افلاس میں آگیا وہ ناگاہ
ہے حد سے زیادہ جو دیجا
افلاس ہے اوسکا سب انجام
پڑے لے ان المذہبین کو
افلاس میں غالب پڑھا
کہتا ہے برا دران شیطان
قرآن میں ہے سب اسکی تشریح
افلاس میں آدمی مے ہے
ہے فقر سوا دوجہ دارین

قصہ فتن خلیل خان بجا در شدت فاقہ جہت تلاش زرق

سن ذکر خلیل خان والا
جب ہو گئی اوسکی زرا حالت
تھا تیشہ فاقہ اوسکو اگر فر
کچھ دلیں یہ بیٹھے بیٹھے آیا

اب کہتا ہے یوں وہ کہنے والا
اور فاقہ کشی کی ہوئی نوبت
کام آمانہ اوسکے کوئی دلسوز
جنگل کے طرف کو منہ بڑا یا
مرا دکھوت نقل یعنی سترہ بند کو روج

۱۔ روح انسانی بقیت
۲۔ جسم روح متناہی
۳۔ بین روح و جانی
۴۔ دار و دیوار
۵۔ ایک تصنیف
۶۔ نفس متناہی
۷۔ ان المذہبین
۸۔ کا فاقہ جہت تلاش
۹۔ فقر سوا
۱۰۔ و جہاں الدارین
۱۱۔ یعنی ترکیب
۱۲۔ نفس تصنیف
۱۳۔ و تخلیق کردہ
۱۴۔ حصول این چیز
۱۵۔ مراتب لازم

مشورہ

کہنے لگا بی بی سے کہ بی بی
 چل دشت میں کوئی حیلہ کر لیں
 بی بی تھی مطیع حکم شوہر
 اسباب نہ اونکے پاس کچھ تھا
 وہ چولہا تھا سوختگی میں فانی
 ایک تکیہ تھا عیش کا سہارا
 اک صحن میں گر رہی تھی اوکھل
 سردم زو کو ب تھی جو معقول
 گو گو اٹنے کو نہ کچھ تھا گھر میں
 قانون میں اگر چہ ملے تھے
 اک مٹی کی بندیا رنگینی تھی
 سوراخ تھے سات اوسمیں سے
 مارنگی سے گول مول خوشتر
 اک چکی پرانی سی پڑی تھی
 بان سے کاٹ کچھ اگر تھا
 پتھر وہ ہوا تھا گھس کے ہکا
 عجب تھا وہ سدا اور جہرا
 اور ایک تھا دقیا نویں چرخا
 بان نیکہ بیان تھی رنگینی چند
 اوس بی بی کو کچھ خیال آیا
 اور بندہ یا کو سرتہ اولیٰ چلی
 اوکھل چکی کو گھر میں جھوٹا
 بان تکیہ تو اوسے کر لیا ہاتھ
 تھی آدھی رات دشت میں
 اور غلبہ نوم سے وہ بھی رخت

بچوں کو لے سا تھا اور تو بھی
 کچھ سیٹ میں خاک دیہول بھرن
 جنگل کو چلے وہ دونوں ملکر
 تھا ایک جلا ہوا سا چولہا
 چون قلب صنوبری عاشق
 مضنہ سائنت بسیج کارا
 محکم تھی برطر ضرب موسل
 غبرا وہ بنی یہ اوڑگنی دیہول
 بچوں کی دہا وہی تھی سرینا
 اس کھیل میں سب ہل رہے تھے
 چکنی سی پرانی کالی کالی
 اور رستی تھی آٹھویں جگہ سے
 سالک کا بھوجون دل مدور
 جو پیستے پیستے گھسی تھی
 اوپر کا خدا کے نام پر تھا
 دکھلاتا تھا رولی کا سا گالا
 جسے وہی تہہ مرا
 جز مال نہ اوسمیں کوہ ہاتھ
 برگ گل نیلوفر کے تاشند
 وہ چولہا بغل میں لے دیا
 شوہر کے وہ ساتھ گھر سے نکلی
 چرخے کی طرف نہ ہاتھ موڑا
 تھا حیلہ عیش جسم کے ساتھ
 وان اک کو ایک کی پہچان
 تھا ہر اک نیم خواب میں مست
 بین النور والی نقطہ

نیچے بھی دسوں تھے آگے بھی
مانند جو اس عشر ہر آن
بی بی بھی تھی آگے مالک
شہانیش نظر حال شوہر
شوہر یہ نظر تھی بے کم و کاست

ملے کرتے چلے وہ اونچے نیچے
یر نیچے تھے والدین کی جان
جون سوے قدم عروج سالک
پھر کیا او سے دایین بائین کا در
شہرالی بجائی از چپ راست

قصہ رسیدن خلیل خان معزز وجہ و اطفال در بیابان یردر
سر و کہ تعمیرش نہرے جاری بود و انتظام وصول طعمہ
وران جابطو خود باتفاق و ہمت کامل

جنگل میں وہ چلتے چلتے چلتے
گھر سے و آتک وہ تھے یہ بہت
وہ پیر تھا سر و نور کشیدہ
گر دیکھے کلم او سکا جو بن
بولے اگر او سکو دیکھے تارک
باطوبائے سے نسبت او سکو دیکھے
تجشس بزین و ظل برج رخ
وہ سرور میں میں گو گرا تھا
او سرور کے نیچے نے خوش آئین
اوس شست میں نہر تھی یکسر
کہدین جو مبصر او سکو کہنیم
یا مائے معین او سکو کہنے
نہں نہر وہ مجلیوں سے تھی
ہر دم اد سے خوش تھا جو ہوتا
موجلین لے لے کے تھی وہ ہوتی

کہدین کا یہ شست میاں شد

اک پیر کے نیچے جا کے ٹہرے
ہا سوت سے جسے سر ملکوت
مثل قدم ہوشان کشیدہ
کہدے او سے نخل دشت امین
زیتون کا شجرہ مبارک
یاسدرہ کا نام او سپہ لیجے
اصلاش ثابت و فرع در رخ
افلاک یہ سایہ جاڑا تھا
اک نہر تھی جاری صاف شیرین
جون خلد میں سبیل کوثر
اہل نظر او سکو کہدین تسلیم
یا خط جیعن او سکو کہتے
بیجا او سمین صدف تھے پردہ
ہوئے تھے حباب لاکھون ہوا
لہرین تھی او سمین اونٹنی تھی

اوس نہر کا صاف تھا یہ پانی
وان بیٹھ کے اوس خلیل خان تے
چو لے کو لگا دے ایک جا پر
کر حق پہ توکل اور سنبھل جا
وہ بی بی اوٹھی مطابق امر
اور لیکے وہ پانچون بیٹیوں کو
اک بیٹی سے یوں کہا کہ اچھی
لے آئی وہ مٹی ہو کے خرسند
مٹی تھی وہ لے حبیب بہم
فی الفور وہ مٹی لیکے آئی
پھر دوسری بیٹی کو بلایا
چو لے کو سنواری وہ بصد شوق
اور قیسری منتظر ہی تھی وان
وہ نہر سے جا کے لائی پانی
ساتون سو راخ بند کر گئے
پرسو جھانڈا اٹھوان وہ روڑن
وہ بند نہو سکا کسی سے
اس رخنے کا انتظام چھوڑو
رستادہ اگر جھتا سحر تھا
تھا ہنڈیا مین پانی آب گلین
پھر چوٹھی علی وہ ٹیک سیرت
وہ آگ لہین سے جا کے لائی
چو لے مین وہ خود بخود جو دہکی
پھر پانچون بیٹی آ کے بے لاگ
بھر گئے لگی وہ آگ دمدم

سہ و من الماد کل
شیخی ۱۲۱
لا یلغ ابواب السی
ولا یوظون البز
سیح بالجمیل
سم الجھا ط ۱۸

جیسے کہ ہو آب زندگانی
بی بی سے کہائیں از زمانے
اور ہنڈیا مین تھوڑا پانی رکھ کر
ہنڈیا کے تلے تو آگ لگا
مامور ہوئی بہ لایق امر
ہر کام پہ بیٹھی مستعد ہو
لے آ تو کہین سے تہوڑی مٹی
جھٹ ڈھونڈ کے لامسہ کی مانند
چکنی سی بمثل خاک آدم
اوس بی بی کے آگ لاکے رکھ دی
اوس چو لے کو اوڑھنے آجا
تھا جواد سے اوس کمال من آدو
چون گوش خیال روزہ داران
کیا پانی کہ آسک زندگانی
رکھا ہنڈیا مین پانی بھر کے
شب کو مانند چشم سوزن
بولی بے اختیار ہو کے
حتیٰ بل الجمل سبہ لو
لیکن اوس سے نہ کہہ ضرر تھا
یا جیسے یقین ہوئے دلین
جون دیدہ صاحب بصیرت
چو لے مین وہ آگ لاکے رکھ دی
اک آتش عشق شعلہ زن تھی
لگا گئے لگی وہ چو لے مین آگ
تھا پاس انقاس کا سا عالم

جو ملے میں وہ آگ ایسی دہکی
جب پانچون نے کی اداینہ صحت
بی بی کا جاجو کا رخصانہ
بیٹون کو بلا کے بولا آؤ
اک تم میں شکار کو چلا جائے
وہ چلے آیا جانکر ضرورت
اور دوسرے سے کہا کہ بیٹا
خوب اوستے بغور دور بینی
یون لکڑیاں چٹکے کی بغل پر
اور تیسرے سے کہا یہ لطافت
وان جھاٹ کے جائے اوستی کیسر
ہر سمت اوستہ تصور اوستا
پھر چوتھے سے یون کہا کہ جانی
وان چشم حفاظت اوستے کی باز
رو کردہ بامر سبب تعمیل
وہ لڑکا بھی باسندار قدغن
یعنی جو پدر کہے زبان سے

جو جیسے ہوش متعین ہوئی
بی بی کو ہوس نصیب راحت
سنبھلا وہ خلیل خان سیانا
تم پانچون بھی پانچ کام کر لو
کچھ ماہی و طیر مار کر لائے
اگر دست کو واسطہ کی صورت
تو لکڑیاں چٹکے چلے آؤ
کی دشت میں جا کے ہمہ چینی
جس طرح خیال میں تصور
تو بیٹھنے کی جگہ کو کرسی صاف
کیسان کی ہر طرف برابر
ہم رتبہ حسن مشترک تھا
تو بیٹھ پئے گنگا و بانی
وہ حلقہ میں بہت تھا ممتاز
تھا پانچون بھی براہ تعیل
متصرفہ نگینا جمہ تن
لون حوت کو کجرا آسمان سے

تما شاکردن فاختمہ معائنہ خلیل خان سوال و جواب فاختمہ و
خلیل خان رفتن سپر خلیل خان بجانب فاختمہ برای گرفتار کردن
آن و سوال و جواب آن ہر دو

اوس سرو پہ آشیان تھا اوستا
نبجاتا تھا وقت نطق بگلہ بڑ
اک شاخ پہ بیٹھا دیکھتا تھا

اب سنے کہ ایک فاختمہ تھا
وہ مرغ تھا مثل عقل کل تیز
وہ فاختمہ اوستا سا جھگڑا

جب دیکھا یہ اک نیا تھا شا
لے لوگو کہو تو کچھ زبان سے
سامان ہے گھوڑا ہے نہ ٹٹو
گٹھری ہے نہ بسترانہ کلبی
دامن گرا یک کا پٹا ہے
اور سر پہ گرا یک کے ہی گٹری
یا جامہ جو بی لی کا زدا ہے
اور لڑکیوں کا نین لکھو لون کا عیب
گر اوڑھنی کا پتا کہیں ہے
تم لوگوں نے کون کا تون او جارتے
ہاں چوٹے پہ اک چڑا ہے ہانڈا
ہنڈیا میں فقط بھرا ہے پانی
اور چوٹے میں آگ جبر ہی ہے
ترکاری نہ ساگ ہے نہ بھاجی
چانول میں نہ سنو ہے نہ آٹا
کچھ کہتے یہ کیا بھار ہے ہو
کیا کرتی ہو آگ کیون جلائی
یاں سننے کہ وہ سٹاری لڑکا
سامان یہ سب تھا ساٹھ اسکے
مایوس تھے سارے بھوکے بیٹھے
تھا سس میں بگڑا اونکا نقشا
بس سنتے ہی غلیل خان نے
اور یہ کہا بوجھتا ہے تو کس
ہے بی بی کا نام میری آفت
اور پانچون کے نام مختلف ہیں

گھبرا کے وہ فاختہ بچھو لا
تم کون ہو آٹے ہو کہاں سے
دیکھی نہیں ایسی میں نگہو
بتیار نہ لائھی ہے نہ جو لٹی
چولا اک کا مسک گیا ہے
تو دوسرے کو نہیں ہی ٹولی
تہندہ میان کا کھل گیا ہے
گر تپا ہے پھٹا تو اوڑھنی غیب
سستی کا ٹھکانا وان نہیں ہے
بہی انکھ سے شیشو جوت دھڑے
جو دیکھے میں یہ برے دھڑے
باقی برتن ہے اور نہ بچھا ہڈا
پھر اوسپہ نکلی جان فشانی
خالی ہنڈیا او بل رہی ہے
ہے گوشت نہ دال یہ بھی کیا جی
ہاں روٹیوں کا بھی تو ہے گھاٹا
یا خالی دہوین اوڑا رہے ہو
بے فائدہ دہوم کیون مچالی
جھک مار کے خالی ہاتھ ملتا
پھر بھی نہ آیا ہاتھ اونسکے
ایک ایک کے منہ کو دھتور تھے
اور فاختہ سر پہ آگے بولا
دیکھا سارا ٹھکانے اوس جی ان
سن نام غلیل خان ہے میرا
یہ بی بی ہے مایہ محبت
حس طرح حروف سب الٹ ہیں

مسکن سے ہم آئے ہو کے نافر
گھر سے نکلے ہیں ہو کے بیکس
منحوس وہ گھر تھا چھوڑ آئے
کچھ باتہ میں مال مان جو لائیں
پھر عیب جو اوسمیں تھا نہ رہے
جب توڑ کے گھر نیا کرینگے
اب سن لے فاختہ خبر دار
یہ چوٹا یہ آگ اور یہہ پانی
سب جھکڑا یہ تیرے واسطے ہی
ہے سچ تو یہ تجھ کو اب تو دیکھا
پکڑینگے تجھے پکائیں گے ہم۔
یہ کہنے کیا جو چہ اشارا۔
فی الفور اٹھا او دسر کو لیکھا
جس ڈالی یہ فاختہ تھا بیٹھا
وہ ڈھیلہ بھی کیا کہوں میں جانی
گر چرخ میں جا لگے بلا دے
تب فاختہ بولا والو یہ کیسا
لو چہیر تھی میری تو پہلے میں
این بود مثال درشتیدن
کیا جھڑکے دہو کا مٹے کھایا
گھبراتے پھر تو فاختہ نے
کو کوئی جگہ ٹہک کہ این این
کیون میری طرف کیا ارادہ
بولادہ تو ہے شکار میرا
پکڑو گنا جہان لگا مرے ہاتھ

ساکل میں غریب میں مسافر
جون بوے گل آب ہونگی وہیں
اس دشت میں ہاں بچے لائے
اوس گھر کو گرا کے پھر بنائیں
پھر ہم گھر کے ہمارا گھر ہے
پھر ہم بھی تو وہ نہیں رہینگے
ہو جا تو اپنی جا یہ ہشیار
یہ بندیا یہ ساری جانتھانی
سب دیندا یہ تیرے واسطے ہے
گھر بیٹھے شکار حق نے بھیجا
اب کھائینگے تجھ کو کھائینگے ہم
وہ پانچوان لڑکا قنطر تھا
جیسے متصرف کا جھپکا۔
اک ڈھیلہ اٹھا او دسر وہ دوڑا
خطرہ رحمانی کی نشانی
اور کوہ کو خاک میں ملا دے
میری ہی گریز میں ہے غلا
میری ہی بلا پڑی گلے میں
دل دا دن و در دسر خریدن
اب میرے بھی تجھ پر بہن آیا
اوس طایر ہوش باختہ نے
دیدہ بکشا دہش ہے میں
سچ کہنے کہ ہے یہ کیا ارادہ۔
اب تجھ کو نہ چوڑو گنا سنبلجی
جس جا تو چلا میں ہوں تو ساتھ

لے کر کوٹھار شہنشاہ
دارمادہ و ملاطفت
از دہی مہنی و دینا این در
کھانچہ و دینا مہنی
از سر سبز

میں تیجے تو آگے آگے میرے
 مرجاؤں دیا جیوں بلا سے
 چھوڑ دینا کبھی نہ تیرا چھوڑا
 اب آگے نہ کر تو مجھے سخت
 ورنہ تجھے یہ بھی کہہ خبر ہے
 وہ شخص ہوں میں کہ تو تو کیا کر
 انسان سے ہے تھوڑا ذاتی
 تو جان ہے میں ہوں جاں کی جان
 تو ہے الروح امر ربی
 تو سخت کن آگیا ہے بھیا
 تو سیر کرے میں طیر کر جاؤں
 جس سپنج پہ مارتا ہے تو پر
 تو سدرہ و طوبی اشیان ہے
 اوڑنے پہ نہ اپنے ہو تو نازان
 تو جاے زمین سے آسمان میں
 گو میرا زمین پر مکان ہے
 اک چرخ میں کھولتا ہے تو پر
 صنم سب خلق کا مجھے جان
 ہم چمکے فلک پہ برق ہو جان
 عالم پہ کریں جو خود کو اظہار
 ہم دخل جو بحر جان میں پائیں
 پھلنے نہیں جسکے پیچھے چھٹیں
 مٹی کو بہا کے پانی کر دیں
 ہم خاک میں باد کو ملا دیں
 گر طول میں کھلتے ہیں ترے پر

سسکے کی طرح ہوں ساتھ تیرے
 چھوڑ دینا نہ تجھ کو یہ سمجھ لے
 تو شخص تو عکس ہو غن تیرا
 ہے میری یہ کس پر آدھیت
 انسان ہوں میں اور تو جانور
 عالم کے عکس سے بھرا ہے
 سب خلق ہے مظہر صفائی
 ہے علم آدم اک مری شان
 اور میں ہوں نفی قیہ روحی
 اور میں ہوں خلقت سریدی
 تو اوڑچلے میں جہینا و بھرجاؤں
 ہم او سکوا و تار لین زمین پر
 یاروں کا مکان لامکان ہے
 پر باز تو ہم میں دیدہ بانان
 ہم جائیں فلک سے لامکانین
 پر عرش برین پہ اشیان ہے
 نہ چرخ میں سب ہمارے اندر
 اکبر میں خلق ناس کو بان
 اور ترین تو زمین میں غرق ہو جان
 ہم جو فلک میں ہوں شر بار
 قطرے کی طرح سے پھیل جائیں
 بکھرین تو فرشتوں سے ہم نہیں
 اور پانی کو دیول دہانی کر دیں
 اور آگ کے ہم دیوین اور دین
 یان عرض اور طول ہے برابر

اگر کاتھ یہیں سے ہم بڑیا میں
 سماج ہے ہمارے سارا عالم
 اگر عرش یہ بھی تو جائے اور اگر
 مومن یہی شکل آب و گل ہے
 داخل ہے بنا تمیں جبا دی
 حیوان انسان میں مندرج ہے
 چاہے تو سنا اگر میری جان
 کیا کہنے بہت ہی دور میں ہم
 تو جزو ہے جسکامین وہ کل ہو
 اب رہنے دے گو گویہ میں
 پکڑیں تجھے خود نہ ہاتھ آئیں
 اور تو سہی چلتا ہے کہا نک
 جب فاختہ نے سنی یہ تقریر
 آیا یہی دل میں اوسکے ہر بار
 ہے ان میں جو اتفاق باہم
 دو دل ہوں جو اک پہاڑ کو کھا رہیں
 لازم نہیں ان سے اب جھگڑنا
 بیشک زمین ان سے بچ سکو گا
 گردون کو ہوا پر یہ اور آدین
 یہ چرخ کو خاک پر ٹک میں
 خوشید کو روک دین نظر سے
 یہ برق پہ داغ لوٹ دبر دین
 بے پر یہ جد ہر کو چاہیں اور جان
 کچھ آئیں نہ جانیں اور نہ ٹہریں
 ان میں سے اگر ایک بھی چل جائے

گردون سے تجھے کڑکے لائیں
 ہاں سحر بالکلم ہے حکم
 جاسکتا نہیں تو ہم سے باہر
 اور عرش انھیں مومنوں کا دل ہے
 حیوان میں نبات پھر ہے عادی
 انسان رحمان میں مندرج ہے
 خلق آدم بے شکل تھو رحمان
 واللہ خدا کے نور میں ہم
 تو برگ ہے جسکامین وہ گل ہو
 تو کون ہے تو بھی تو ہمیں میں
 ہم دم میں جہان میں چل جائیں
 چھوڑ دینا تجھے نہ لامکان تک
 کی دلمین ہزار طرح تدبیر
 ان لوگوں سے کیجئے نہ تکرار
 چھتے نہیں انکے ہاتھ سے ہم
 کیا بارہ نہ ایک جھاڑو کھا رہیں
 اک چڑیا کا کس بڑا کپڑا نا
 گرفتار میں جا کے بھی چھو گا
 عتقا کا پتا ابھی لگا دین
 اور گرد زمین کی جھٹک دین
 دین داغ مشاخ قمر سے
 دم رعد کا دم میں بند کروں
 یہ عرش پہ جائیں اور چل آئیں
 ہن اپنے میں آپ لیتے ٹہریں
 کو فین کو سانس میں گل جائے

یہ سنبھالیں تو آسمان میں پہنچیں
پھر کہنے یہ کس کے قابو میں آئیں
آنکھ ان سے وہ کون ہے ملالے
ناسوت کو یہ بنا دین ملکوت
اسما کو صفات کر دکھائیں
گر ہے یہی اتفاق اسکا
یہ سب میں خلیل خان یہ جاننا
جو ٹھکانیں گے دلیں یہ کرینگے
تب فاختہ ہو کے سیر جان سے
تدبیر میں تسک کو اک بتاؤں
تب شکے خلیل خان یہ بولا
گراؤں میں ہے کچھ نتوج میرا
اوس بات میں گر مرا بھلا ہے

مگر میں تو یہ لامکان میں پہنچیں
یہ لوگ خدا سے بھی نہ ٹھکانیں
یہ لوگ خدا ہی کے حواس لے
ملکوت کہ ہر کا ملک جبروت
وحدت میں یہ کثرتوں کو لائیں
پہچائیں گے دم میں ہیقت دریا
ہے ان سے خلیل خان سدا فراز
یہ موت سے آگے جا کرینگے
یوں کہنے لگا خلیل خان سے
گر جان کی کچھ امان پاؤں
چوڑا سب سے کہنے کیا ہے بتلا
تو پھر تو ہے مرغ روح میرا
تو مادی ہے راہبر مرا ہے

نشان دادن فاختہ خلیل خان را بسوی خزانہ غیب و پنج سرو

بولا وہ بصد ہزار سنگین
تم کھود لو اور بہور و اند
جز کھود کے پیڑ میں بھرا ہے
اوزریت کا فائدہ اٹھالے

جب فاختہ کو ہوی ریت سنگین
اس سرو کی جڑ میں ہے خزانہ
اک شہ نے امانت دہرا ہے
اسکو تو ابھی تو آزمالے

بیان کردن فاختہ یک معاش خلیل خان برای تفکر و تدبیر دران

اک اور سمجھتا ہوں مٹتا
سیدہ کوئی سرو کوئی اولٹا
اور سرو دان ہے کوئی بھٹا
اب جز کو ہر اک کی تو سمجھ لے

پھر مجھ کو سب سے نہ تو نکٹا
سن دیکھ ایدہ میں آہتا ہوں کیا
قام ہے کوئی تو سرو کیجا
کہتا ہوں اشارت میں مجھے

توڑ ہونڈ و مان خوشندانہ ٹھیب
 کر جان میں لقیسین با امانت
 تو بات ہے میری سب بہانہ
 پر کیف اوٹھا تا فضل پر ہے
 یا ملک نصرتی میں آئے
 دیکھا کھڑے تھے کھڑے کھڑے
 اک بیوقوف ایک فوق ہن غرق
 ان باتوں سے مطلب اپنا چن لے

جب بیچ کو سبھا تو بلا ریب
 رکھ دلیں تو عشق و تقامت
 اسپر چونہ پائے تو خندانہ
 ملنا اوسکا تو عدل پر ہے
 یا تجھ کو خزانہ بنائے
 متصرف کو تھے تھے تھے
 پرویہنے میں بھی ہے بڑا فرق
 اب اسپر مثال ایک سن لے

تمثیل پوچھ

اور ناقہ نے بھی کیا نظر ارا
 پھر چاہ بلا میں اوسکو ڈالا
 یا بشیر ہی بھی کہا زبان سے
 ہمارا ہی کافی ہیں بھی اوٹھایا
 پھر سر میں لاسکے بیچ ڈالا
 اور بارغہ بھی تھی اوس سے منہ
 اور گرہ سے نقد جان دیا کھول
 یعقوب سے لیکے تالین
 ہر دید میں جنسرق کس قدر ہے
 جو خشک تھا کجبت را وہ
 لذت ہو تو صاحب نظر ہے
 عارف ہے وہی وہی جو وہل
 قبضہ میں پھر اپنے اوسکر لائے
 پہاڑ پہ ہاتھ تو اوٹھا دے
 کمر صفحہ دل پہ اپنے تحریر

ایسے کو قیس نے بھی دیکھا
 یوسف کو برادر و ن نے دیکھا
 مالک نے نکالا پھر وہاں سے
 کنعان سے وہ مصر تک بھی لایا
 طرح سے خوب دیکھا بھالا
 پھر اوسکا عزیز بھی تھا مفتون
 تھا اوسکو رینچا نے لیا مول
 یوسف کو غرض تھا سب دیکھا
 اے یار سبھہ جو کچھ خبر ہے
 تر جو کہ تھا دیکھا اور تھا وہ
 یون دیکھا تو رویت ابھر ہے
 لذت ہے نصرتی کو حاصل
 مان تو بھی خندانہ جبکہ پائے
 وہ جو دو کرم کچھ خدادے
 اور دوسری پہ بھی سننے تقریر

<p>اگ یہ بھی سزا کا اثر ہے ہے قامت میں وہ خوب وزیا پھیلاوا بھی کچ نہیں ہے اوسکا کڑی بھی ہے اوسکی ایسی بیکار آتش سے وہ اسقدر ہے خگر شاخ اوسکی کام پر نہ آئے سنا عمر خزان سے وہ بری ہے مان جڑی سے جاپا کڑے گراوی قدر اوسکی اگرچہ یون کہیں ہے میں پختہ کہیں جو اس کے آثار</p>	<p>بے بر گل و سرو بے ثمر ہے اور سارے درختوں سے ہی سیرا ہے سایہ بھی اوسکا مختصر سا ہے آگ کی سرسبز سزاوار گیلی سوکھی ہے وان یرابر پتون کو جسا نور نہ کھاسے ڈالی ڈالی دمان بہری ہے تب دائرہ قدامین گرجا ہے دنیا کے تو کام کا نہیں ہے تو بھی دنیا سے ہووے پیرا</p>
---	---

تشریح نقد خزانہ

<p>اب سننے اگر تو ہے سیانا فی انفسکم کی طرح پر ہے گرتو یہ خزانہ کھود لیکھا۔ افلاس سنا ہے پھر تجھے کب منہ اپنا اٹھا پھر جد بر تو روشن ہے گھر کو وہ کریگا</p>	<p>میں نے جو بتایا یہ خزانہ مرجان ہے گھر ہے لعل و فیہ وہ ہوتا ہے کام دے گا ہے گنج وہ مثل سخن اقریب دیکھ گا کہ اینست تو تو مضحک و زجاج وہ بنے گا</p>
--	--

برآوردن خلیل خان خزانہ غیب از رخ سرو و مرجعیت نمودن بسومی

خانہ خود و نقد خزانہ بصدراغ باعیال و اطفال خویش

<p>جب فاختہ سے سنایہ مضمون سنتے ہی وہ سب ہوئے فراہم پھر کھود لئے لگ گئے وہ یکسر منہ اس سے بھی فاختہ سے موڑا</p>	<p>اور پایا خزانے کا نشان چین بارہ ہوئے ایک دم وہ باہم وہ فاختہ بھاگا وقت پا کر اولیٰ بولی بلا کے چوڑا</p>
--	---

کہو داتو وہ سپح و فہیہ بکلا۔
 بارہ ہوسے ایک دم وہ شغل
 اوس گنج کا تپ طلسم ٹوٹا
 فی غیب الغیب کنت کنتا
 ظاہر ہوا جب وہ گنج محفی پڑ
 پیدا ہوا خاک سے جو خوشید
 مال آگیا ہاتھ بے مشقت
 مارا جو وہ مال انھوں نے نہیں
 مردوں نے حیات تازہ پائی
 افلاس میں گرہ وہ تھا تھے
 فرحت نے جو دلمین جوش کھایا
 افلاس میں ہوش اوڑ گیا تھا
 افلاس بھی اک عدو ہے سدا
 قوت جو بصیرین اوسکے آلی
 جانیں سبکی سنبھل گئیں تھیں
 سارے حیران رہ گئے تھے
 کیا مال یہاں آئے اور ان کے
 اور سیکو تھا شاہی برگ چاہل
 جب ہو گئی مضطرب و کوشکین
 اطمینان اور کو تھا مبہم
 اوس نقد تے روپ یہ دکھایا
 گو پہلے بھی تھے بشکل انسان
 زربکس ہو کر تو آدمی سے
 وہ گنج سما یا چشم و دل بین
 دلمین وہ سہو در بکے ہیرا

قارون کا کہن خسرینہ نکلا
 تھا فضل خدا بھی اوسکے شامل
 ناگاہ صد ستمی اوس سے پیدا
 احبت لکم فکنت جہلا
 ہاتھ آگئی زندگی کی پونجی
 خلقت الخلق کا کھلا بھید
 باکامی فاختہ و یقین و استقامت
 یعنی طلب و جان تازہ تھی مفلسوں کے نہیں
 محبس سے نجات تازہ پائی
 ملتے ہی خزانہ سب بقا تھے
 اور سکوت باریا ہوش آیا
 اپنا بھی خیال کتب رہا تھا
 کاد الفقر ان یکرز کفرا
 بنیاد تھی وہ معائنے کی
 اکدم آگے بڑھنے کیلئے
 جس نے جان رہ گئے تھے
 پتھر آگے بڑھ گئے تھے
 تفرج سے قابو میں نہ تھے دل
 تلون سے باگئے وہ ممکن
 چون کنت نفس مطمئنہ
 ہر ایک کو آدمی بنا یا
 افلاس سے بکے تھے حیوان
 اور زربو بہن تو آدمی سے
 وہ روح سمائی آب گل میں
 آنکھوں میں وہ نور بکے ہیرا

فانیست اور سکر کر ۱۲

اور وقت شمار زر کی جھینکار
آنکھیں اوس زر سے ہو گئی پر
بند آنکھیں جو ہوں تو جو شہسوار
بیداری میں پیش دیدہ مشہور
تھا دل کو بنایا صرہ زر
ہر گویا ہر و لعل نور سیدہ
زر سے جو ہوئی کھٹی وہ خبردار
وہ خود جو بنے تھے صاحب مال
مشہور یہ نقل ہے جہان میں
خود زندہ جہان جہلم زندہ
کہتے ہیں مثل یہ سب جوان پر
پر مردہ ہوں سب چمن تو کیا ہے
جب آنکھ کھلی کھلا ہنر عیب
اوس نقد سے ہو گئی وہ خوشحال
وہ مال اوٹھا کے گھر میں لائے
گھر توڑ کے پھر بنایا
غیریت تھی جو اعلیٰ ساری
یون کر کے عروج مثل سالک
حق و باطل و یا بد و نیک

کا نون میں تھی صوت دائمی مار
اور دل میں وہ بنگیا تصور
اور آنکھیں کھلین تو سب نظر میں
اور خواب میں شکل خواب جو
اور ہمارے نظر کو سلک گوہر
آئینہ نما تھا پیش دیدہ
ہر روزہ نظر ٹپکے تھا تر دار
اور وہ کجا بھی سمجھے تھے وہی حال
آتی ہے ضرورتاً زبان میں
خود مردہ جہان جہلم مردہ
باہر بھی ہے کہہ کر جو ہے کہہ
ساون کے اندر ہے کہہ کر اسے
بند آنکھ ہوئی تو یہ وہ سب غیب
داد کا سامنا تھا آگیا مال
تہچے کو دے بجائے گائے
منحوس کو سعد کر دکھایا
عمیئت ہو گئی وہ ساری
گھر اوٹھا تھا وہ تھے گھر کے مالک
قید و اطلاق بان میں سب ایک

ایسی قوی فتنہ خزان کا گریدہ

داستان بیان کردن خلیل خان کیفیت معاملہ خود حسب نفسا
دلیل خان کہ ہمسیا بود و غم کردن دلیل خان بجانب صحرا تقلید
خلیل خان متنازع آن بزر و جہ خود و طعن و تشنیع روبرو

ہمسایوں اوس سے آگے پوچھا

یہ پوچھا ملے میں جو پوچھا

نہایت
میں

اون سب میں تھا کہ دلیل خان نام
اور اوسکے بھی دس تھے بیٹا بیٹی
ہمسایہ کا حق سمجھنے کے فی الفور
سب قصہ کہا خلیل خان نے
وہ ذکر دلیل خان نے سنکر
کیا مال خلیل خان نے مارا
ہم بھی چلین مان چلو اوسے جا
چل میرے بھی بیٹا بیٹی دس میں
جور و اوسکی یہ بولی اچھا
قسمت مری تیرے ساتھ چوٹی
اوسنے کہا تو بھی چل مرے ساتھ
سیلو اتیں سننا کے بولی دس میں
اکدن کہیں یونہی جان دو گے
گھر میں سب پورے کر چکے گن
سب گھر کو تو خاک میں ملا یا
چل سکتے نہیں ہو یا پیادہ
ہمت نہیں جون بھی مارتیکی
جو شام سے شبکو تم ہو سوتے
جب کھانیکو پیچھو دیشیر کھاؤ
جھکے نہیں چوڑتے ہو اکدم
بدنیت ایسے ہوا اگر پاؤ پو
جز لہو و لعب تمہیں نہیں کام
کلہ نہ نماز ہے نہ روزہ -
افیون ہو چند و مودک ہو
ہون گلگلے چاکھار ہو سیندھی

حجبت جو رہتی اوسکی خود کام
تھی مخلصی اوسکو بھی ستائی
بے ساختہ بے تامل و غور
تشریح کی ساتھ اوس جوان نے
جور و سے کہا یہ سر کو دھنکر
اور حال یہ تنگ ہے ہمارا
ہم بھی کرین کام چلکے و لپسا
اوس کام کے واسطے یہ ہیں
بے بچون کو اور حبائل جا
جا جائیں اسی بہانے چوٹی
گھر سے تو بھی نکل مرے ساتھ
کس کی میان کرو گے تمہیں
کتنے کی موت جا مردے
اب دشت کی آپ کو لگی دھن
جنگل کی بھی دھول ڈاؤ گے کیا
پھرتیہ فلک کا ہے ارادہ
اور شیر پکرتے ہو چڑائی
دو پھر کو اوسٹھتے ہو توڑتے
تکوا سے تمام دن نہ کہہ سکو
رہتے ہو مباشرت میں ہم
بچو شکا بھی حصہ لکے کھا جاؤ
چو شہر نہج میں ہو بدنام
مان تمکو ہو گا بختہ بناس بوزہ
مارسی ہو شراب ہو گرگ ہو
بچے ہون بچنے شہری کل بھی

کچھ شے ہے محلے میں جو کیتی
ہے تیری زبان وہ چٹوری
ماستہ آئین نہ پیسے گرنے کو
کچھ سوچکے پھر کہہا کہ چہا
یہ کہہ کر لیلی بانڈی چوٹھا
بچوں کو بہانے سے بلا کے
سہلا کے سر و نگو جوڑ کر ماتھ

گھر میں تری رال سب سے شکتی
کھا جاسے حرام کر کے چوری
چوری کرو یا کہ بھیک مانگو
لے چلتی ہوں دیکھوں ہو تا ہوجا
اونچی جیسے اوٹھے بگولا
بھلا کے بھنت اور کھا کے
کچھ لالچ دیکھے لے یا ساستہ

از خانہ خود بیرون آمدن دلیل خان معہ روجہ و پسران و

دختران خود و راہی شدن بصحرا با تفرقہ نامہ

جب ہو گئی اوہی رات نکلے
با تفرقہ بنتے اور بگڑتے
چلتے نہ تھے ایک ٹھاٹ ہو کر
ایک ایک کی ہمراہی سے نالان
اک چلتا تھا راہ میں جھکے
دامن وہ اسکا لے جھکے
اک دھپا لگا کے اک کو بھاگے
یہ زور سے چکی او کو لیلے
اک پھیل رہے تو اک سمٹ جائے
کھینچتا ہوا او کو وہ چڑائے
ایک ایک سے گر کرے تھادوتا
کوڑوں میں ہو ہی ہم لڑائی
اون سب نے مچائی ایسی وہم
کوڑے پر سے جوتی بازیر
کہ باپ کوڑکیوں نے کوٹا

ہماون کوڑے کوئی بات نکلے
جھجھک کر چلے جھکڑے لڑتے
بارہ چلے بار اباٹ ہو کر
رخ ایک کاوان دل اک تھا یاں
اک چلتا تھا آسمان چمکتا
یہ او کوڑے میں پر بندے
اک کوڑے سے آگے آگے
وہ او کوڑے رولائے آپ کھلے
یہ آگے بڑھے وہ پیچھے بہت چلے
تھھے میں یہ او کوڑے کھلے
تختی میری او میں جوتی اوتا
اور لڑکیوں میں مچائی دو لائی
مان باپ کی ناک میں کیا دم
گر لڑکیان مان کوڑے میں
کوڑوں نے مان کوڑے مارا

<p>کہ لڑکوں کو باپ مارتا تھا لڑکے تھے لڑکیوں سے لڑتے کہ پکڑی یہ وہ پہاڑی مارا کہ جوتی سے اسنے لوت جھڑی کہ دو نوں میں جھین گئی جو گاڑھی گھر سے یہ نہی لڑتے اور جھگڑتے قریہ کی قسریب وہ جگہ تھی</p>	<p>کہ امان نے لڑکیوں کو بیٹا تھے جو رو دشمن جدے جھگڑتے کہ سر سے ڈو پیٹہ اوسنے کھینچا کہ نوپکے اوسنے کرتی چھاڑی اسکا چونڈا تھا اوسکی دھاری اوس سرور کی پیر تک وہ چھونچے ہا صبح وہ چھونچے باخراہی</p>
---	---

رسیدن دلیل خان وزیر بہان وخت سرو و انتظام
 وصول طہم کردن بقلیہ خلیل خان از بوالہوسہ و ظہور
 ماتفاقی بایکد گر پسران و دختران و زوجہ آن

<p>اب سننے دلیل خان خود سر وہ خود اور جو رو بچے ہا ہم اوس سرور کے نیچے جا کے بیٹھے حجت وہ دلیل خان کی جو رو وہ بچے خود دل تھے اونکا سچا ل کہ کو کتا تو سن لے حال مجھے تھا ایک خیال میں پریشان سن حال کو تیسرے کے کر غور اور جو تھے کا پوچھے نہ عالم کہتا ہوں میں حال پانچویں کا تھی لڑکیاں بھی اسقدر شوج اس کاٹن یہ بات کو اڑا دے اور دوسری تک چڑھی تھی اہی</p>	<p>تھا شان مفضل کا ایک منظر چھونچے وان جا کے تب صد غم ہا ہم لگے ہونے پھر تو جھگڑے نفس امارہ تھی کہے تو آفت تھے بلا تھے جیسا جیال کہتا ہوں اشارتاً میں تجھے اور دوسرا وہم میں تھا سلطان جز شک تھا نہ حافظے میں کچھ اور متصرف لعب و لہو ہر دم ہر صحبت بد میں مشترک تھا تھیں بے ادب اور بے ہنر شیخ اچھی نہ سنی جری سنادے ہر چیز سے ناک تھی چڑھاتی</p>
---	--

اب اس وقت کہ
 خیال دار جو حافظ
 ہا ہم لگے ہونے پھر تو جھگڑے
 نفس امارہ تھی کہے تو
 آفت تھے بلا تھے جیسا جیال
 کہتا ہوں اشارتاً میں تجھے
 اور دوسرا وہم میں تھا سلطان
 جز شک تھا نہ حافظے میں کچھ اور
 متصرف لعب و لہو ہر دم
 ہر صحبت بد میں مشترک تھا
 تھیں بے ادب اور بے ہنر شیخ
 اچھی نہ سنی جری سنادے
 ہر چیز سے ناک تھی چڑھاتی

اور تیسری کا طمع سے جانی
تھی جو تھی تو یہ غضب چٹوری
تھی پانچویں بیٹی چھٹی مولیٰ
تھا ہاتھ لگا بیٹا بہانا۔
اون سب میں یہ تفرقہ پڑا تھا
جو وضع خلیل خان نے کی تھی
آخر انھیں باتوں کے بہانے
جو روئے کہا کہ بی سنبھل جا
تیرا تو نہ کہتا میں کرونگی
میں آپ کرونگی ساری صورت
وہ آپ ہی بیٹھی جا کے اک جا
اک لڑکی سمجھ آئی بڑبڑاتی
اور بولی کہ کھڑا کھجبا
بیچاری یہ منہ کے بھی یہ بولی
مٹی لے آجبا میں جو لہا
وہ بولی تھکے ہیں پانوں میرے
تو اوٹھ دزا پانیچے ہلا لے
جب لڑکی نے دی نہ لاکے مٹی
پھر دوسری سے کہا کہ بیٹی
وہ بولی کہ دکتے ہیں میرے ہاتھ
جنگل میں جو چوٹے لاؤ جاڑے
آخر خود اوٹھی جب آیا چوٹھا
پھر تیسری لڑکی کو کہا جبا
وہ لڑکی منک کے بولی آؤ
سرپیٹ لے اپنا اور روئے

کچھ دیدے کا مر گیا تھا پانی
کھٹا جاے حرام کر کے چوری
گر اونٹنی لگاؤ بولے اونی
یہ پھیل پڑی کہ کیا کھکانا
سب پر گواہ تر تھا خدا کا
جیسے خبر اونے اسکو دی تھی
قسمت کو لگا بھد آزمائے
وہ بولی ارے تو ہی پھیل جا
تو جی بولیکا مر رہوں گی
تو کون سنے کیا تری ضرورت
اور بیٹوں کو ومان بلایا
منہ میں کچھ کوستی ٹراتی
بک بک سنے تو کھا گئی سنبھلیا
مان صدقے تو اچھی مری بیٹی
اچھی میری صدقہ دست و پا کا
کیا ٹٹ گئے ہیں ہاتھ تیرے
مائی ملی آپ جا کے لالے
لے آئی وہ آپ جا کے مٹی
تو جو لہا جاتے اونٹنے بی بی
تو آپ جبا نہیں ترے ہاتھ
گھر کے چو لھر ہی کیوں اوکھاٹے
اور بند یا کو اوسہ لاکے رکھا
اس نہر سے تھوڑا پانی لے آ
جانبہر میں جا کے ڈوب مر تو
آنسو نکلتیں تو بند یا دھو لے

لاچار وہ اوٹھکے پانی لائی ٹوٹ
 پھر چوتھی سے یوں کہا کہ لا آگ
 اور پیچھے کو منہ پھرا کے بولی
 اک تالی بجا کے بے محسوس
 وہ بولی کہ پانوں تو ہیں لیلے
 اوس لڑکی نے سیدھی جینا ئی
 پھر پانچویں سے کہا کہ تو آ
 گردن کو وہ توڑ کر بہہ بولی
 سنگا نیچا آگ کس مین دم ہے
 رواور سنو یہ اک نیاراگ
 سنگا نیکو آگ خود وہ آئی
 کہتی تھی وہ کام اپنا جس سے
 حجت کی ہوئی جو خستہ حجت
 حجت نے کھا دلیل خان کسے
 مجھ کو نہیں کرکھیں نے مانا
 تو جان لے اور تیرے لڑکے
 یان اسنے تو رونا سب ستایا
 اور بولا فقط ہیں یہ تو باتیں
 سن میں بھی تو کب ہوں تیرے ستا
 سوئے نہیں کچھ دنوئے کھائے
 کاٹو گھا زبان زبان جو کھولے
 بان اپنی سمجھ سے کچھ کہو گھا
 وہ ہکا کے یہ جورو کو ذرا کے
 اوس کام کی سمت ہو کے رہا
 اگلے لڑکے سے یوں کہا کہ بھائی

چو لھے پوہ ہنڈ یا بھر کے رکھی
 وہ کوستی اک طرف گئی بھاگ
 کان لاتی ہوں آگ لے لے اسی
 لے کھکے دکھاو یا انگوٹھا
 منہ پھونک لے اب اپنا اوٹھکے
 بیچارہ می اوٹھی اور آگ لائی
 اس چو لھے مین آگ کے اگلے سنگا
 مین آپ ہی امر رہی ہوں بھوکی
 کیا آگ لکھانے مین تو کم ہے
 سنگا لے تو خود مجھے لگو آگ
 اوس چو لھے مین آگ خود جلائی
 وہ پانوں دکھاتی تھی کلاس سے
 اب آئی دلیل خان کی قوت
 تیار ہوئی ہوں مین توجا لے
 اس منہ پہ مین لڑکوں سے کہوں
 اون سے یان کون بھیجی جھگڑے
 وان سننے ہی قہقہہ اوڑایا
 مین خوش ہوں اگر گائیں لاتین
 کچھ بولی تو پھر ہوں آگ کے دہتا
 کیا موت کے دن قریب آئے
 منہ توڑ دن ابھی جو پھر تو بولے
 پھر اپنی مین آپ دیکھ لو گھا
 اک جگہ پہ بیٹھا پھر وہ آگ کے
 لڑکوں کے طرف ہوا مٹا طب
 کچھ مار کے لا تو مرغ و ماہی

بھوکے کئے دن کے ہیں کچھ نہیں
 وہ بولا کہ آپ کو بھی اوجھسری
 امان کو اور دوسرے جو بھونکوا یا
 چپ چپ بیٹھو نہ سمجھتے کہ یہ کہو نہ تم
 ہمسفر نہ کیا لو اور کھاؤ نہ
 جنگل میں نہی ہے آج حالت
 یہ نہ کو نہ سو جھتی تھی گھر میں
 فاسقے میں کہہ آج بڑھ رہے ہیں
 آرام سے بیٹھو تھک گئے ہو
 تھے کو تو ماتھے سے پٹکے
 سلفہ نہیں سرکہ برچیں ہے
 معلوم تو ہے کہ میں ہوں بھوکا
 سپر مجھے حکم کر رہے ہو
 بس یاد دہائی مجھ سے مت ہانک
 جا تو کہیں آپ ہی نکل جا
 بیچارہ وہ چپ ہو ایہ سنکر
 جب اسکی طرف سے دیر کھایا
 اور غر سے یوں کہا کہ بیٹا
 اوسنے کہا لو یہ دوسری ہے
 وان آپ سے گھر ہے وہ اوجھتا
 خود بیٹھے ہو بیٹھے کئے مضبوط
 افیون زیادہ چڑھ گئی ہے
 یا مفت کہیں شراب اوڑائی
 یا روز سے بیٹھے آپ جھٹکے
 یا چندہ و دماغ میں سما یا

قسمت میں اگر ہے کچھ تو کھائیں
 لو امان کی باب کو بھی اوجھسری
 کیا غصے میں تھکواٹ کھا یا
 امان ہی کے منہ لگے رہو تم
 دکھلاؤ اور غصین کو اپنا جبر
 کیا گھر میں بھی تھی یہی حکومت
 جنگل کی ہوا بھری ہے سر میں
 کیا انجر سے سر میں چڑھ رہے ہیں
 کیا سیری میں کہہ رہے گئے ہو
 افیون کی جھاڑی میں نہ بکے
 کیا غصے میں پانی بھی نہیں ہے
 اور ضعف سے دم نہیں سماتا
 خود رائی یہ اپنی مر رہے ہو
 جادشت کی خاک بھوکہ میں بھاپک
 مر جا خود یا کہ مار کر لا
 تقدیر یہ اپنی سر کو دھنکر
 منہ دوسری طرف پھرایا
 کچھ لکڑیاں چٹکے تو ہی لے آ
 دیوانہ ہے کوئی تو سہی ہے
 بان کون ہے آپ کو سمجھتا
 کہ شرم میں ہو گئے ہو مضبوط
 یا تنگ کی لگہ سی بڑھ گئی ہے
 معجون غذا سمجھکے ٹھائی
 یا بڑھ گئے چھڑے کہ یہ کہ کے
 گلابی کی چلم نے یا اوڑایا

یا اونگد میں کوئی خواب دیکھا
 پتلیک میں یہ جھوٹے کھاسے ہو
 عادت کے خلاف ہیں یہ باتیں
 سبھان دروگیا گھٹنوں میں سے
 تم لکڑیاں چکے آپ لاکو
 وان راہ میں خار بو کے آئے
 جب اونے بھی یوں کر ہٹی ثالی
 پھر تیسرے سے کہا بنا جار
 وہ بولایہ تیسری ہے لیجئے
 وان سے تو اوٹھا چکے ندامت
 ہر بار نئی ہے ایک آمد
 کس لطف پر کون دل لہجائے
 کر پاپا تو ہم سے لے لیا ہے
 کیا تھے ادب ہے باپ میں آپ
 بے پوچھے لگاتا تھے سر میں
 بیکاری میں ایلوا ورسو جھی
 یہ دیکھو نیا دیکھو سلا ہے
 جنگل کی بلا تو ہم سمیٹیں
 تم گھر کو تو صاف کر چکے ہو
 گھر کو تو کیا برا برا کھو
 ہم اونچیں اور آپ جگے بیٹیں
 یہ سنکے اوسے ہوسا ندامت
 جھارو تو وہ کیا غریب دیتا
 پھر جو تھے سے یوں کہا بنت
 اوسے بھرا اور کچے مرغوب

آنکھیں تو ملو یہ کہتے ہو کیا
 یا نیند میں بڑ بڑا رہے ہو
 سو جھی نہ تھی پہلے سے یہ گھاتیں
 تیسرے میں جا کے تینکے چھتے
 یا باٹنے تھکے کے لاجلاؤ
 یا نکانے سمیٹنے کو لائے
 بیچارے نے ان بھی منہ کی کھائی
 تو جا ہی کر لے صاف لے یار
 حضرت کی بھی خوب مدح کیجئے
 اب لائی ایدہر بھی دیکھو شامت
 کچھ بھول گئے ہو دیکھئے شاید
 منہ کھائے تو آنکھ بھی بجائے
 کچھ تمنے بھی عمر بھر دیا ہے
 ورنہ وہ جناب باپ میں آپ
 بچانی نہ جاتی شکل گھر میں
 لگتا نہیں بیٹھے بیٹھے کیا جی
 جنگل میں بھی گھر کا گھوسلا ہے
 اور بستر اخو دگھا کے لیٹیں
 سم اللہ بان بھی ناٹھ پھیرو
 خود سبز قدم بوجھاؤ ویدو
 تم جھارو بھی دو تو ہم نہ سرکین
 کہتا تھا ہوسا بڑی حماقت
 کہہ پانا زہ میں کریدنا تھا
 کر بیٹھا تو ہنسٹیا کی حفاظت
 اچھی کہی آپ نے بھی کیا خوب

ہمتو چو لھے کو سکتے بیٹھیں
گھر میں تو بھلا جلا چکے عود -
بل کھائیں واکہ آپ بیٹھیں
کی آگے گھر کی بستی سوتی
یہ طرہ نیا ہے اور ویکھو
پتھر بندیا میں گل رہا ہے
اتنی جو محافطت میں ہے کہ
پھر دیکھلو ہے یہ وسم خالی
کنا کہدیا میں نے وائے کثامت
آپ اوتھتے تو کرتے ہم سب کام
آمان ہی کہیں سے کچھ جو لائی
آئی ہے حیات کو آپ کی موت
سمتی کو کمال کر دکھاؤ
وہ چپ ہوا یاں بھی چوٹ کھائی
اس حسم کو لے جائی کہے
بہر باخون سے کیا اشارہ
بگنے لگا خیر تو جو حضرت
ماشکری ہی منہ میں تو زبان ہو
کیا کہتے ہو بولو کھول کر منہ
حضرت فاقہ نہ گھر میں گزرو
ہوتا ہے وہاں فاقہ کش و
کچھ بھر گیا بیٹ کیا ہوا سے
یہ بگے دلیل خان لے ایجان
آدر گھور کے ناک بھون چرماؤ
آنکھوں کو ملا کے پھر دوبارہ

آرام سے آپ بیٹھے بیٹھیں
جنگل میں بھی عہدی پن ہے موجود
چو لھے سے جناب لگ کے بیٹھیں
جنگل میں رہائیں آپ وہوئی
خالی ہنڈیا کو سکتے بیٹھو
یا آپ کا سراو مل رہا ہے
کچھ ہنڈیا میں رکھکے بنوے شاید
پکنا ہے پلاؤ مان خیالی
اوٹھنا بھی ہے آکا قنامت
ان جھگڑوں سے آپ کو ہی کیا کام
وہ ملی پکائی تمنے کھائی
غیرت کہیں جاکے ہو گئی فوت
بس اب تو زبان بھی مت ہلاؤ
ہے ایسی سمائی بے حیائی
ہمارو دیکھی پارسائی کہتے
اک قہقہہ اوسنے اوسہ مارا
ہے میرے طرف بھی کچھ عنایت
اور بات اشارو لے تیاں ہو
کچھ ڈکھنے لگا ہے مان مگر منہ
تو ٹھنگنیاں منہ میں بھر کے بیٹھو
انسان تو اناج کا ہے گیرا
جو سانس بھی ناک سے ہو لیتے
انگشت و باسکے زیر دندان
انگشت خموشی لب پر رکھتے
ابر دے کیا وہیں اشارا

یہ غمہ بسوے فاختہ تھا
 لڑکے سے نہ کام اور کچھ تھا
 لڑکائیہ اشارے سب سمجھ کر
 گردن کو اٹھا کے اور بلا کے
 کرتے نہیں پوری کوئی بھی نقل
 کچھ رخصت نہ پیری سے ہوا ہے
 حضرت کچھ بچو ہوش پکڑو
 غیرت ہو تو کہتے شرم آئے
 لاسا کہیں لاشے بھی لگا میں
 زندے تو میں شیر و نہر لکھتے
 رکھتے نہیں چھیننے کا قابو
 ہمت وہ کریں گے خاک تپھر
 میں بھوک سے اب مر رہا ہوں
 گرمی جو بڑھی ہے فاختے کی ہان
 خالی جو ہے پیٹ اور کیا ہے
 پھر اسکے سوا کہ ہر کا وہنہ را
 کون اڑتا پھرے پرندے کے ساتھ
 میں سرش زمین پہ وہ شجر پر
 میں خود کو نہیں نبھال سکتا
 میں جاؤں جس پر بھی تو کیا ہو
 میں شاخہ ہوں وہ برگ تر پر
 میں بن زمین رہوں وہ کلیہ ہوئے
 ہان عقل کے آہو میں پتے
 وہ چاہے تو تابندرہ اڑ جائے
 اس طرح غرض دلیل خان جی

تھا سرو یہ بیٹھا اونٹنے دیکھا
 مطلب تھا لکھائے اوسکو اسیا
 بولا پرین اس خرد پہ پتھر
 بس کر دے اونٹ کیسے غم نے
 کہوئی گئی کیا بڑا پے میں عقل
 بیفائدہ سر جو بل رہا ہے
 اتنا بھی زمین پہ تم نہ اکر دو
 یہ مولیٰ سمجھ میں بھی سمائے
 مرد و ستے بھی کام کچھ بن آئیں
 مردے نہیں کھی مار سکتے
 اَرْتَسَلَب مَهْمَا اَلْبَابُ
 اڑتے نہیں جسے منہ کے پتھر
 کیا میں ہوں جو باتیں کر رہا ہوں
 بولی ہے یہ سر پہ چڑھے شیطان
 جن مجھ میں حلول کر گیا ہے
 لاسا ہے نہ دام ہے نہ بھندا
 یہاں ضعف سے قابو میں نہیں آتا
 میں بے پراور وہ سر بر پر
 وہ چرخ کو ہے ابھی ہو گیا
 ماتہ آئے نہ خاک وہ ہوا ہو
 یاں ماتہ ہو گل پہ وہ سر پر
 میں گل پہ وہ بوسے گل پہ ہوئے
 جھکو بھی ہو ہو قوت سمجھے
 یاں سایہ تلک نہ اوسکا ماتہ لئے
 تھے دلیں ذلیل کھلے باجی

سے الکلیہ نہیں الیاب
 لاسا تیندہ نہ ضعف
 الکلیہ المخلوب

<p>جس بیٹے کو جو کہسا نہ مانا اور چند سنا دی سید ہی اولیٰ مجبور ہوئے وہ مرد و عورت خود چوٹا بنایا دسنے جانی اور لکڑیاں آپ پھٹکے لائے جب ہو چکی سب یہ جانفشانی</p>	<p>بہر گئے بنایا دیا بہسا کافی ہوئی عمر بھر کو جوتی کرتے لگے اپنی آپ خدمت خود بند یا چڑھائی بھر کے پانی سنگاٹے کو آگ دونوں لٹکھے پکٹے لگا چوٹے پر وہ پانی</p>
<p>تماشا کردن فاختہ معاملہ نا اتفاقی دلیل خان با زوجہ و اطفال و استفسار حال ایشان بحجہ دریافت حال خلیل خان سابق جواب دادن دلیل خان بفاختہ بہ تظہیر خلیل خان</p>	<p>تماشا کردن فاختہ معاملہ نا اتفاقی دلیل خان با زوجہ و اطفال و استفسار حال ایشان بحجہ دریافت حال خلیل خان سابق جواب دادن دلیل خان بفاختہ بہ تظہیر خلیل خان</p>
<p>وہ فاختہ سب یہ دیکھتا تھا تم کون ہو کیا تمہارا ہے نام کیون کرتے ہو اس قدر مشقت بولامین دلیل خان ہوں ہشیار اور بچوں نے جھکودی ہو ذلت لینے کا نہیں میں نام اون کا بولادہ فاختہ کہ اچھا ہے کہتے تمہارا کیا یہ نقشا اوس شخص نے شکے کی یہ تقریر</p>	<p>آخر کو وہ یوں جھک کے بولا کیون آئے ہو تان تمہیں ہو کیا کام کیون ہے یہ گوارا اتنی دقت حجت میری جو رو ہے خبر دار ہے نام سے انکے جھکوں نفرت ہے سارا خلافت کام اون کا یہ مانا ہے تم یہ کرتے ہو کیا اس بندیا میں تم بکاؤ گے کیا ہے تیرے پکٹے کی یہ تقریر</p>
<p>رد جواب نے فاختہ بجانب دلیل خان بہ طعن و تشنیع و مراجعت دلیل خان بخانہ خود بلا حصول مقصود بصد زنا مت و پاس</p>	<p>رد جواب نے فاختہ بجانب دلیل خان بہ طعن و تشنیع و مراجعت دلیل خان بخانہ خود بلا حصول مقصود بصد زنا مت و پاس</p>
<p>وہ فاختہ بولا واہ واہ واہ</p>	<p>کی خوب سچید ہے تلو و اللہ</p>

سر تو کٹر گئے اپنا رو لو
 ان یہ تو پرانا ہو گیا منہ
 لخت کو تو بات سے بنائی
 بہتر جہ دلیل خان ترا نام
 نہ نہیں بیان دلیل تیری
 نہ جگہ کا کام کچھ نہیں ہے
 نہ چاہیے بخود ہی دوستی
 نہ چاہیے ریا حیرت و دھوکہ
 نہ بحث مقبول ہے مسئلہ ای
 نہ بقا ہے کسکو تو مسئلہ
 ہے عقل بیان کے کام میں
 عقل کا سلب ہے قضیہ
 نہ موجب عین سالبہ ہے
 ملت یا نہیں باز نہ ہے
 نہ لب پہ ہوا احب الافضل
 نہ حکمت فلسفی ہے بیکار
 نہ کام ہے دلی روشنی سے
 نہ رمل کو خاک میں ملا دے
 تشنہ میں جلاد کے کیمیا کو
 بجائے شکستہ پائے راحت
 نہ شکل قلبی رسی بگڑ جائے
 نہ کشف لغات سے ہو بیزار
 نہ طب سے لے علت مزاجی
 نہ سطرانی سے صد ہری
 نہ فن ریاضی سے حماقت

اور گند سے گریہ میں نہ کو دہو
 بنوا لو کہاں سے نیسا منہ
 کہتے ہوئے شرم بھی نہ آئی
 حجت سے بہت رات دن تجھ کام
 حجت ہوگی دلیل تیری
 یا ان علم سے نام کچھ نہیں ہے
 یا ان شرک سے جاہ و خود پرستی
 یا ان کام نہ تھے معرفت اور سخو
 نظری سے ثبوت شکل اول
 سلم تری یا ان سے لست
 یا ان عقل اس جگہ سے بہت بے
 یا ان شکل فنا بقا نتیجہ
 قطبہ شمسین سے بندہ یہ ہے
 یا ان اور ہی کچھ مطالعہ ہے
 انی و بہت پر ہوا نکل
 یا ان دفتر میبذی سے بیکار
 مطلب نہیں شرح خمینی سے
 گرد و نیہ نجوم کو اوڑا دے
 یا ان میں دلو کو سیمیا کو
 ہرزہ گردی سے یاں مساحت
 یا ان جبر و مقابلہ او کھڑ جائے
 قاصد و صراح یاں میں بیکار
 یا ان زمین مسائل سراجی
 یاں محبت نفس سے تقدسی
 یاں مہو سے جہاد اور ریاضت

ہے فرض یہاں رضا و تسلیم
 یاں عجز ہو دل میں اور ساجت
 یاں طمع میں انکسار ہو دئے
 یاں شمع قبول کان میں ہو
 یاں دلیخچہ کوش ہوئے حاصل
 یاں جانبے ہو تعین سیرا یا
 یاں شریعت پر عشق ہو تقاضا
 یاں کثرت و وحدت اکسا ہو جائے
 یاں شاوہ ہے بندہ کئے تینے
 اس کو چہ میں چاہئے کہ زہار
 عیش و آرام سے ہو کاہش
 یہ کہہ حرص و ہوس خد نہ ہو دے
 یاں ولیمین بھری ہو خوش بہادی
 یاں انہم اور فخر ہو بعد غور
 یاں اطمینان ہوئے ہر دم
 یاں چاہئے اتفاق باہم
 یاں کل لسان ہے نہ منطق
 یاں بے تاویل و بحث و حجت
 قرآن و حدیث و فقہ گر ہے
 رکھ دلیمن خیال حق پرستی
 کر غور سے میری بات درگوش
 بے قصہ سے یاں غرض عبادات
 سنت پہ عمل جو کے فعل ہے
 یہاں کھولے ہی صوت ہر فک حال
 یہاں فقر نہ چہستان معنی

لازم ہے یہاں خشوع و تقظیم
 ہو صبر و توکل و تسامت
 آنکھوں میں جا و قار ہو دے
 اور خلق حسن زبان میں ہو
 اور جانبے آساع کا لہ
 انسان بنے ادب کا بیتلا
 بنجائے مخزن امانت
 یاں وحدت و کثرت ایک ہو جائے
 یاں وہ درویش و شکستہ
 ہو دلیمن نہ رنج و شکستہ
 ہو لذت و کاہلی نہ خواہش
 اور طمع میں خوے رد نہ ہو
 رندی آزادی ہمیرا دی
 چلتا نہیں ظن و وسوسہ کا زور
 ہو جائے حدیث نفس برہم
 تم میں ہے غضب وفاق باہم
 یاں مومن بن نہوسنا فی
 ازراہ صلاح و عدل و بصفت
 اور تجھ کو اصول سے خبر ہے
 باطل کے نشے کی چھوڑ رہتی
 لے ہوش وہ جسکو کہتے ہیں ہوش
 سبھکو و نہ جہان کے مارے لات
 بس علم حدیث کا یہ پھل ہے
 افعال کے معنی یاں ہیں اعمال
 یاں نام کے معنی ہیں معنی

۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

کچھ بڑھ کے چومنے سے کہنے لگی
 معنی نہیں اک ٹھیک سی ہے یہ
 اک بولی تو آپ کھولتے ہو
 روغن کو جو کوئی منہ پہ لایا
 باوہم و خیال و عقل و باقیل
 منہ بخ منہ بخ پر نظر ہو
 امثال کے سب نکات سمجھے
 ان باتوں کی بو نہیں ہے پاس
 بدگوئی سے تو بگڑ گیا ہے
 بس دلمین تو ہوا ذلیل اور خوا
 گو سرا جہان سمجھے آؤ
 بس بھان سے چلو ہوا ہوسر کو
 ماتہ آتا ہوں میں ٹھاکے کی کمال
 میں اور مجھے تکر کے تو
 لنگر ہے بھی کہیں میں کرتے سیر
 خجاش بھی مھر کو بے کنتی
 ہر کے کہیں ساز میں بجاتے
 جسے بچھے یہ خبر جتائی
 یہ رنگ وہی جما گیا ہے
 تھا وہی کھلاڑی جس کو بھائی
 کثرت میں حق وحدت اس کا ظہر
 مت ریس کر اوں خلیل خان کی
 مان خیر سے آپ گھر کو جاؤ
 کچھ شکوہ اب ہے اور نہ حرمت
 تم نہیں تو اتفاق کر لو

کہتا ہے تو ترجمہ کو معنی
 ہاں حل لغت لغت سی ہے یہ
 اپنی بولی میں بولتے ہو
 مٹی سینے سے گھنی نہ منہ میں آیا
 ہو مصحف پاک کی نہ تاویل
 اور شان نثرول سے خبر ہو
 مقشابہ و محکمات سمجھے
 ہاں منہ تو بنالیا ہے سند اس
 منہ تیرا بہت ہی سڑ گیا ہے
 محبت کو تو اپنی جوتیاں مار
 ہن اسنے ہی منہ سے آب مٹھو
 ہاں جاپئے ٹھنڈے ٹھنڈے گھر کو
 یہ منہ ہے اور مسور کی دال
 کیا میری ہنیں سی ہے کو کو
 اندھے بھی پکڑتے ہن بیڑین
 مکھی بھی ہے شمع پر لپکتی
 گونگے بھی کہیں ہن لوگ گاتے
 بہرے کو بہروین سنائی
 یہ فاختہ وہ اوڑا گیا ہے
 سونے کی حیرا ماتہ آئی
 وحدت میں تھی کثرت اور سناں
 کچھ بات تھی اور اس جوان کی
 بس باتیں زیادہ میت بناؤ
 بان کو پسند ہے یہ صحبت
 سینے سے جدا الفاق کر لو

والله اعلم
بما جاوز
تميز القدر
الجمال والحر
والحكم والفتا
الاضل فاجلوا
وحرر الاحكام
اعلوا على الحكم
آمنوا على الفتا
واعقبوا بالامانة

ہو یوں بھی شہر نہ کوتہ اندیش
 ہے ہوا ہوی چہ سترم اتنا
 کچھ میں خودی کے دیس کہتے ہو
 عقیش و آرام پر ہو مر سکتے
 ہر ایک کو جب جاہ و پریش
 آنکھیں بھونی ہیں کیا دلوں کی
 خود را ئی میں مانتے ہیں کاش
 اللہ زبانیہ دل میں ستہ رام
 سب غش و خمیں اپنے تری ہو ہیں
 ایک ایک کو کرتا ہے نصیحت
 آپس میں ہنر و درخشاں ہے
 قول و اشتراک تہیں کہیں
 ہر ایک کو دو سر کے سے کہتے
 گر حید کا نام لو تو مریبا ہیں
 بیٹوں میں بھری ہوئی ہے آتش
 جاہل غافل خدا کے بارے
 اطلاق کی سمت ایک باش
 ہر ایک گہارتا ہے قافلوں
 تم بے سامانی پر ہو فرعون
 غیرت ہے لحاظ ہے نہ آزر
 سخت میں ہر اک بنا ہے مژد
 کچھ ایک کا ایک کو نہیں ڈر
 نشان ایک اک پہ دیر رہا ہے
 ہر ایک سے ایک اڑ رہا ہے
 ہر اک کا خیال ہے پریشان

جو کچھ بھی تو کرتا ہے پس و پیش
 ہے ایسے سے ہے سترم اتنا
 سخت کے باہر تہیں رہتے
 ہر امر میں نام یہ ہو مر سکتے
 اندھے آہوں کے جاہ و پریش
 ہر ایک کو سوچتی ہے اولی
 اندر دی و کاہل کی خواہش
 اندھے اندکھوں کے تہیں سکتہ نام
 سب آگ کے تہیں ہیں سب میں
 اور ہر کر و تو خود نصیحت
 ہو سکتے ہیں حد سے جان بھر
 دل سے نہیں جانتے وہم و سوسار
 کہتے ہیں بعض ہے حسد ہے
 یان قول کریں او ہر کجاہن
 ہے خواہش نفس کی پریش
 باندھتے ہیں نفس ہارے
 کنگو نہیں اب و گل سے جنبش
 ہر اک ہے بنا ہوا فلاحون
 کچھ آتا نہیں سجدہ میں ہو کون
 اور چھوٹے بڑی کچھ نہیں شرم
 ایک اک بنا رہا ہے مردود
 میں قہر خدا کے سارے مظہر
 غیبت ایک اک کی کر رہا ہے
 اور عقل ہیں اپنی مٹ رہا ہے
 ہر اک ہے خودی میں اپنی حیران

سارے باہم اتفاق میں ہیں
 پھر تیسرے یہ دیکھ لو کہ اسے اتنا
 کیا سر نہیں جنوں ترے سما یا
 ہے خبیث کہ نہ کہا لیا ہے
 ہے میرے ہی واسطے یہ جرأت
 جتنی عقل یہ ہی جو ساتھ لایا
 مجھے ترافض سے پہنچلتا
 میں آتا نہیں تمہارے بس میں
 تم مجھ کو سیکڑ نہیں سکو گے
 پس آپ خلیل خان نہ بنے
 ورنہ جسم تھے بار ایک تھی جان
 یاں غیب ہو ہے نام وحدت
 اک دل تھے وہ ہر طرحے باہم
 ہو قادیواں کے اک محل جا کے
 بس چلے نہ آپ چال اونسی
 بان بواہو سی ہے اور دھوکا
 کب مال ہے میرا تم سے ٹھرتا
 جب سخت جواب ادا سنے پایا
 بکے کچھ اور یک رہے تھے
 پھل نخل اتفاق کے یہ پائے
 کو فاختہ کو بہت اڑایا

سو تفرقے اتفاق میں ہیں
 اس بود پہ حوصلہ ہے اتنا
 کیا ہوسم یہ بیٹھے بیٹھے آیا
 چپکے کو الٹ لیا ہے
 یا پہلے بھی تھی کبھی یہ بہت
 کچھ خبر میں بھی یا کہ چھوڑ آیا
 اپنا آ پنا نہیں سنبھلتا
 جب تک نہ ہو اتفاق دس میں
 کب مانو نکالا کہ گر بکو گے
 بے کھونٹے نہ آپ اتنا تھے
 یاں بارہا میں بار بار ہر آن
 قلت میں بھی یاں ٹری ہر کثرت
 یاں تن بھی تو میں نہیں منہ راہم
 فکر نہیں تو جوتی مل جا کے
 کچھ اور تھی چال ڈھال اونکی
 ماتون سے نہیں ہے کام چلتا
 یہ فاختہ تم سے کب ہے اڑتا
 نادام ہوا اور سر جھکا یا۔
 ایک ایک کے منہ کو ہمک ہی تھے
 ہو کر شر مندہ گھر کو آئے
 اک پر بھی نہ اوسکا ماتہ آیا

و تہنہ بہ نفس خود و عبرت درین قصہ

یوں آبرو ماتھ سے نہ بکے
 تو لوٹ حدوث سے ہوسادہ

علوی نہ ہو بس کو کام کیجے
 اوس دشت گاگر ہے کچھ ارادہ

آئینہ زلفش سادہ باید
 اوس سر و کی دلوگر ہوا ہے
 اوس گنج سے نفع ہے اوٹھا تا
 میدان میں آ تو مرد ہنس کر
 ہاں تو بھی خلیل خان سا بن مرد
 جتنے رہے ہنڈیا کے ملے آگ
 کہتے ہیں اسکیو استقامت
 اور ہنڈیا نہ اوٹے کھائے گرجش
 اسرار نہ آئین تیرے تا خلق
 سن عشق سے ہوئے ہیں پیدا
 بس عشق ہو دلمین اور امانت
 ہو جائے مرد بازی سیجے
 پہچانتے والے ہیں بہت لوگ
 مغلوں میں ہاں جو کچھ نکل جائے
 اس قصے کو مت سمجھہ کہانی
 باب قصہ ہوا تمام و انجام

ہاں سادہ عذار رو نہ ساید
 اوس نہر بہ جان چو بٹلا ہے
 ٹوٹا ہوا گھر ہے گریست ہاں
 نامردوں کی طرح پھرنے لگا
 اکدم رہ عشق میں نہ ہوسد
 بیاختہ بے غرض ہوئے لاگ
 گو سارا جہان کر کے ملاست
 اوٹھ جائے نہ اوسکے سہری سر پور
 کہتی ہے امانت اوسکو سب خلق
 ہوئے ہیں یقین سے ہویدا
 حاصل ہو یقین و استقامت
 ورنہ باتیں بہت ہیں کیجے
 ہر خام کا ہو گئے کا جوگ
 ہنڈیا تھی اوٹل گئی اوٹل جائے
 عبرت کی ہے بات سوج جانی
 اے حضرت دل سلام و اکرام

دالخیہ سیر

قطعات تاریخ طبع مثنوی ہذا

از حبیب الدین صاحب صغیر حیدر آبادی

واقعی کس شان کی تالیف ہے
 ہر کہ و مہ مائل توصیف ہے
 و کھلو ترغیب ہو تحذیف ہے
 برش اسکی قابل تعریف ہے
 مرشد کامل کی یہ تصنیف ہے

یہ سام علوی عالی تبار
 دہوم ہے ملکوت اور جہوت میں
 ہر سلم سے تیغ کے جوہر بیان
 چوڑ دلی لاہوت کی دل نئے جگہ
 لکھد و سال طبع تم بھی اے صغیر

از ابو الرضا مولوی سید رضی الدین حسن صاحب کفیی حیدرآباد

جیکہ تصنیف جناب علوی۔	ہو چکی طبع نشان و شوکت
سال تاریخ کب کفیی نے	تاریخ آرز حسام عبرت

از میر تہنیت علی صاحب محشری شاگرد و مرید حضرت مصطفیٰ علیہ الرحمہ

سے ستر خدا سے یہ صغیرہ ملو	سر پر کھگی اسکو ساری خلقت
لکھاسن طبع محشری نے اسکا	ہے تاج جہان حسام عبرت

از عبد حقیر شمس الحق سجاد علی میکش تھا نوی خادم و لطفی

حضرت مصنف علیہ الرحمہ

سب سے یہ مثنوی مقام عبرت	مرشد کا قول ہے کلام عبرت
میکش نے طبع کی یہ لکھی تاریخ	ہے یہ عرفان حق حسام عبرت

۶۲۱۸	داخل نمبر
۲۵۱ ح	قرن نمبر
	تکتاب نمبر

